اسلامی نظم معیشت اور کفالت عامہ میں زکوٰۃ کی اہمیت
(اسوۂ حسنہ کی روشنی میں)

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی،
ڈائریکٹر لاہور میوزیم لاہور۔

الحمدللّٰہ و الصّلاۃ و السّلام علیٰ رسول اللّٰہ

و علیٰ آلہ و صحبہ و من والاہ . امّابعد

یتیموں کے ماوی و ملجا' بیواؤں کے فریاد رس اور مساکین کے سرپرست' حامی و محافظ' ہادی عالم' سرور کائنات' رحمت للعالمین' شفیع المذنبین' راحت قلوب المومنین' محبوب الطالبین' سراج السالکین' محب الفقراء والمساکین' محسن انسانیت' دعائے خلیلؑ و نوید مسیحاؑ ' مہربان آقا' ممتاز سپاہ سالار' رحمدل فاتح' کریم النفس جنرل' فقید المثال مبلغ' مایہ ناز منتظم' بیمثال معلم' عاقل مقنن' یگانہ روزگار فرمانروا' عقل اول' روح اعظم' قرآن ناطق' انسان کامل' رہنمائے کاروان انسانیت' خدائے ذوالجلال کے آخری نبی اور سلسلہ قدسی کے درِشہوار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ بہترین اور کمال ترین نمونہ ہے۔ آپؐ کی سیرت مبارکہ درستی و اصلاح کے لئے ساماں' ظلمت خانے کے لئے رشد و ہدایت کا چراغ' رہنمائی کا نور اور ہمارے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔ ہمارے مذہبی' سیاسی اور سماجی رہنماؤں بلکہ تمام انسانیت کے لئے آپؐ کی حیات طیبہ باعث تقلید ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہؐ میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔''(۱)

قرآن مجید' کتب احادیث' کتب مغازی و سیر' کتب تاریخ' کتب تفاسیر' کتب اسماء

الرجال، کتب شمائل، کتب دلائل، کتب آثار و اخبار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زکوٰۃ کے بارے میں ارشادات گرامی اور معاشی اسوہ حسنہ کی مکمل تصویر ملتی ہے ۔

اسلامی نظام معیشت اور کفالت عامہ میں زکوٰۃ کی اہمیت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات عالیہ و معاشی اسوہ حسنہ کی روشنی میں مسلمان سکالرز اور اکابرین نے اجاگر کیا ہے مثلاً دور قدیم کے علماء میں سے کتاب الخراج کے مصنف امام محمد یوسفؒ، کتاب الاموال کے مصنف ابوعبیدؒ قاسم بن سلام، المحلی کے مصنف امام ابن حزم، ابن العابدینؒ، ابوبکر کاسانیؒ، ابن جوزیؒ، امام الماوردیؒ ابن رشد، امام ابن قیم، محمد بن سعد، احمد ابراہیم اور دور جدید کے مولانا حامد انصاری، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مفتی محمد شفیعؒ، سید قطبؒ پروفیسر خورشید احمد، پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری اور طاہر رسول قادری اور اس قسم کے بے شمار اکابرین کرام ۔

مجبور و مقہور افراد معاشرہ کی داد رسی، بے کسوں، یتیموں، بیواؤں کی امداد اور ان کی کفالت آپ کا شیوہ تھا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثمال الیتامی عصمة للأرامل (حضرت ابوطالب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں محب المساکین بن کر جلوہ افروز ہوئے ۔ آپؐ نے نادار لوگوں سے محبت اور شفقت برتی ۔ ان کی زکوٰۃ اور صدقات سے معاشی کفالت فرمائی ۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس طبقہ کے ساتھ جینا، مرنا اور یوم قیامت اللہ کے دربار میں کھڑا ہونا پسند فرمایا ۔ آپؐ جب مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو جہاں غریب صحابہ کرامؓ کا حلقہ ہوتا، آپ وہاں تشریف فرمانا پسند فرماتے ۔

ازواج مطہراتؓ نے بھی حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھا ۔ حضرت زینبؓ بن خزیمہ وہ ام المومنین تھیں جو مساکین کو اکثر کھانا کھلاتی تھیں اور غریبوں سے ہمدردی کی بناء پر ام المساکین (مسکینوں کی ماں) کے لقب سے مشہور تھیں ۔ صحابہ کرامؓ بھی حضورؐ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے ۔ وہ بھی مساکین کی حاجت روائی کرتے ۔

'دی نیو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا' کا فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے :

''لارڈ بیورج وہ پہلا ماہر معاشیات تھا جس نے جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ کے لیے ایک فلاحی ریاست کا خاکہ پیش کیا۔'' (۲)

آج یورپ کو فخر ہے کہ اس نے دنیا کو کفالت عامہ کا تصور دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی دفعہ دنیا کو کفالت عامہ کا تصور دیا جسے آج کل یورپ سوشل سیکورٹی سسٹم کا نام دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ سے کفالت عامہ کا انتظام فرمایا۔ آپؐ نے زکوٰۃ کو اسلام کا بنیادی رکن قرار دیا:

بُنِيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لا إِلٰهَ إِلا الله، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (۳)

نظم معیشت کی تعریف:

نظم سے مراد ہے: 'انتظام' بندوبست' تنظیم' اہتمام' حکمرانی کا قاعدہ:

ابتر رسالہ داروں کا نظم ونسق ہوا
(دبیر) (۴)

اسی طرح معیشت کے لغوی معنی ہیں: ''زندگی' زندگانی 'زیست' حیات' روزگار' روزی'' اور معیشت سے مراد ہے: ''روزگار' روزی' وجہ معاش' وہ چیزیں جس سے زندگی گزاریں''۔

یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغہء حشر
آسودگی حرفیست یہاں ہے نہ وہاں ہے (سودا) (۵)

کفالت عامہ کی تعریف:

کفالت کے معنی ہیں: ''ضمانت' ذمہ داری' بار اٹھانا۔''

اگر ہو جائے گی تیری کفالت
تو میرے واسطے ہوگی کفایت (صریر) (٦)

کفالت سے مراد ہے: ''اپنے ذمے کوئی بار یا کام لینا' ذمہ داری' کفیل ہونا' نان نفقہ' خرچ وغیرہ کا۔'' (۷)

عامہ سے مراد ہے: ''سب لوگوں سے منسوب ۔مشہور عام۔کل ۔سب۔'' (۸)

اسلامی نظم معیشت' کفالت عامہ اور زکوٰۃ قرآن حکیم کی روشنی میں:

زکوٰۃ ۸ہجری میں فرض ہوئی۔محرم۹ہجری میں زکوٰۃ کے تمام قوانین نافذ ہوئے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ فرماتے ہیں:

''بایں ہمہ ۸ھ تک زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی' فتح مکہ کے بعد اس کی فرضیت ہوئی تو اس کے مصارف بیان کیے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ممالک مقبوضہ میں زکوٰۃ کے وصول کرنے کے لئے (محرم ۹ھ میں) محصلین مقرر کیے''۔(۹)

زکوٰۃ کی تمدنی مصلحتیں بہت زیادہ ہیں ۔ یہ ایک ایسا اجتماعی سوشل سیکورٹی کا نظام ہے جس کے ذریعے معاشرے کے نادار اور مفلوک الحال لوگوں کی کفالت ہوتی ہے ۔ زکوٰۃ افلاس اور ناداری کا تسلی بخش حل ہے ۔ یہ ٹیکس نہیں بلکہ خالص عبادت ہے ۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی پھلنے پھولنے اور طہارت و برکات کے ہیں ۔شریعت میں اس سے مراد مخصوص شرائط کے ساتھ کسی مستحق آدمی کو اپنے مال کے ایک معین حصے کا مالک بنانا ہے ۔ الجزیری نے الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں اسے تملیک مال کہا ہے ۔

زکوٰۃ ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے ۔قرآن حکیم میں آتا ہے کہ زکوٰۃ دیگر سابقہ امتوں میں بھی رائج تھی ۔ زکوٰۃ کے احکام تورات اور انجیل میں بھی موجود ہیں لیکن ان میں مدت مقرر نہیں تھی جیسے اسلام میں ایک سال کی مدت مقرر ہے ۔

زکوٰۃ ہر آزاد' بالغ اور عاقل مسلمان پر فرض ہے ۔ نصاب مال کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ۔ زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہے:

(۱) سائمہ جانوروں پر یعنی جو جانور تجارت کے لئے رکھے جائیں۔

(۲) سونے‘ چاندی پر۔

(۳) ہر قسم کے تجارتی مال پر۔

(۴) کھیتی اور پیداوار پر (اسے عشر کہتے ہیں)۔

چاندی سونے اور تجارتی اموال پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

نصاب زکوٰۃ ملاحظہ ہو:

چاندی: ساڑھے ۵۲ تولے (اور بعض کے نزدیک ۳۶ تولے ساڑھے 5 ماشے)
سونا: ساڑھے ۷ تولے (بعض کے نزدیک ۵ تولے اڑھائی ماشے)

زکوٰۃ رقم میں بھی دی جا سکتی ہے اور سونے چاندی میں بھی۔ خربوزے‘ تربوز وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔ پانچ اونٹوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کے لئے ایک بکری زکوٰۃ ہے یا پچیس اونٹوں میں سے ایک اونٹنی جس کا دوسرا برس شروع ہو چکا ہو۔ تیس گائیوں اور بھینسوں میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو ایک برس کا ہو زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ پہاڑ اور جنگل کی پیداوار میں بھی عشر ہے۔

سورۃ توبہ میں ارشاد ہے: (۱۰)

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

’’یہ صدقات دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں‘ نیز ان لوگوں کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو‘ نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔‘‘

یہاں صدقات سے مراد زکوٰۃ ہے۔ لفظ فقیر ہر حاجت مند کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: ’’مساکین وہ ہیں جو سخت تنگ دست ہوں۔‘‘

ابن کثیر تحریر کرتے ہیں کہ: (۱۱)

''ایک شخص نے زمانہ نبوت میں ایک باغ خریدا۔ قدرت خدا سے آسمانی آفت نے باغ کا پھل مارا گیا۔ اس سے وہ بہت قرض دار ہو گیا۔ حضورؐ نے اس کے قرض خواہوں سے فرمایا کہ تمہیں جو ملے لے لو۔ اس کے سوا تمہارے لیے اور کچھ نہیں''۔ (مسلم)

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں بیس مقامات پر نماز کے ساتھ اس کا ذکر آیا اور بہت جگہ الگ بھی زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں اجر عظیم کی بشارت ہے اور ادا نہ کرنے کی صورت میں سخت عذاب کی وعید ہے۔ سورۃ النساء کی آیت ۱۶۲، الاعراف کی آیت ۱۵۶ اور آل عمران کی آیت ۱۸۰ میں اس کا ذکر ہے۔ سورۃ توبہ کی آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ٥ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبیؐ! آپ انہیں درد ناک عذاب کی بشارت دیجئے۔ جس دن کہ سونا اور چاندی دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی سونا چاندی ہے جس کو تم نے جمع کر رکھا تھا۔ سو اب تم اس چیز کا مزا چکھو جو تم جمع کرتے رہے ہو۔'' (۱۲)

قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾

''اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم لوگوں کے لئے ایک مقرر حصہ ہے''۔ (۱۳)

ارشاد ربانی ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾

''ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے لے تاکہ اس سے تو انہیں پاک اور صاف کرے''۔ (۱۴)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ (يعني شِدْقَيْهِ) ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ﴾

''جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لئے سانپ کی شکل میں ظاہر کیا جائے گا۔ وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں کو اپنے منہ میں لے لے گا یعنی اسے کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔'' (۱۵)

ترمذی شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دو عورتوں کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے۔ وہ زکوٰۃ نہیں دیتی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا:

''کیا تمہیں یہ منظور ہے کہ اس کے بدلے میں تمہیں آگ کے کنگن پہنائے جائیں؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں: آپؐ نے فرمایا: اس کی زکوٰۃ دیا کرو۔''

صحیح بخاری میں آیا ہے کہ حضورؐ زکوٰۃ نہ دینے والوں کی شفاعت سے انکار کر دیں گے۔

زکوٰۃ اجتماعی ٹیکس یا اجتماعی فریضہ ہے جو غریب مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ان کی اجتماعی کفالت کا ذریعہ ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

(شاہ ولی اللہؒ: **حجة الله البالغه** اور مفتی اعظم محمد شفیعؒ: اسلام میں تقسیم دولت کا اصول، نیز ابوالاعلیٰ مودودیؒ: اسلام اور جدید معاشی نظریات)

سید قطب شہید نے 'اسلام کا عدل اجتماعی' میں صحیح فرمایا ہے کہ جدید اسلامی ریاست میں زکوٰۃ افلاس اور ناداری کا تشفی بخش حل ہے۔ حکومت وقت کا فرض ہے کہ زکوٰۃ جمع کرے اور اسے مستحقین میں بطرز احسن تقسیم کرے۔ حاکم وقت کو یہ حق حاصل ہے کہ ہر قسم کے مال پر زکوٰۃ لے۔ اگر حاکم وقت ظالم اور غیر مسلم ہے یا زکوٰۃ صحیح طور پر مستحقین میں صرف نہیں کرتا تو لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کریں۔

نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام

''زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''جو قوم زکوٰۃ نہیں نکالتی اللہ اسے قحط سالی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔''(۱۶)

حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے کے قابل مال نہ چھوڑے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

''جو شخص قرض چھوڑے یا ایسے پس ماندگان چھوڑ جائے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ میرے پاس آئیں، میں ان کا سرپرست ہوں۔''

ایک اور روایت میں ہے: ''جو مال چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے اور جو ذمہ داریوں کا بار چھوڑ جائے تو وہ ہمارے (یعنی حکومت کے ذمے) ہے۔'' (بخاری و مسلم)

''جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا میں وارث ہوں۔ اس کی طرف

سے دیت ادا کروں گا اور اس کی میراث لوں گا۔'' (ابوداؤد)

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

انا ولی من لا ولی له۔

''میں ہر اس شخص کا والی ہوں جس کا دنیا میں کوئی والی نہیں۔''

بقول الطاف حسین حالی:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ — یتیموں کا والی' غلاموں کا مولا

بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی:

'' اسلامی حکومت کے فرائض میں سے ایک اہم فرض زکوٰۃ کی تنظیم ہے اور اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی حدود کے اندر تمام ان لوگوں کی کفیل بنے جو مدد کے محتاج ہوں اور وسائل رزق سے محروم رہ گئے ہوں۔'' (۱۷)

حدیث شریف میں آتا ہے:

''کسی بستی میں کوئی شخص صبح اس حال میں اٹھے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر اس بستی کی بقا و تحفظ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہ جاتی۔''(۱۸)

''حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زاد راہ ہو' وہ اسے دے دے جس کے پاس زاد راہ نہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح مختلف انواع کے مال کا ذکر فرماتے رہے

حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کو اپنے فاضل مال پر حق نہیں"۔(۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو مہمان بنا کر شامل کرے اور اگر چار کا ہو تو پانچویں یا چھٹے کو۔"(۲۰)

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"تو مومنین کو ان کے آپس میں محبت و شفقت اور انس و مودت' لطف و کرم میں ایک جسد کی مانند دیکھے گا' جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو جسم کا ایک ایک عضو بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعری قبیلہ والوں کی اس وجہ سے تعریف کی کہ جب کبھی سفر حضر میں ان کے ہاں غلہ کی کمی ہو جاتی تو وہ اپنا غلہ ایک کپڑے میں جمع کر دیتے اور پھر برابر تقسیم کر لیتے چنانچہ آپؐ نے فرمایا: "وہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔"(۲۱)

اسلامی نظم معیشت میں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کوئی اپنی زکوٰۃ حاضر کرتا تو حضور اکرمؐ اسے دعا دیتے' کبھی فرماتے: اللھم بارک فیہ و فی ابلہ (خدایا! اسے اور اس کے اونٹوں میں برکت دے) کبھی فرماتے: اللھم صل علیہ (خدایا! اس پر تیری صلوٰۃ ہو۔) زکوٰۃ میں اچھا مال چھانٹ کے نہ لیتے' صرف درمیانی درجہ کی چیزیں لینے کا حکم دیتے تھے۔(۲۲)

زکوٰۃ تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ابداء بمن تعول"(صحاح ستہ' کتاب النفقات')

''اس سے شروع کرو جس کا نان ونفقہ تمہارے ذمہ ہو۔''

نبی اکرمؐ نے صدقات اور زکوٰۃ کے ذریعے سے خاندان کی کفالت کا انتظام فرمایا۔ نبی اکرمؐ نے مواخاۃ کے نظام کے ذریعے کفالت کا ایک عمدہ نظام قائم فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے لئے ایک دستاویز لکھوائی جس میں تحریر تھا کہ انصار اور مہاجرین ایک دوسرے کا خون بہا ادا کریں گے اور اگر کوئی قیدی ہو جائے تو اس کا فدیہ ادا کریں گے۔''(۲۳)

نبی اکرمؐ کے دور مبارکہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور خلفائے عباسیہ میں ہر ایک کے زمانے میں بیت المال سے مقروضوں کے قرضے ادا کیے جاتے ۔ یہ بھی کفالت عامہ کی عمدہ مثالیں ہیں۔

۹ ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں یمن بھیجتے ہیں تو انہیں مذہبی فرائض کی ترتیب یوں سکھاتے ہیں :

﴿إنک تاتي قوما أهل كتاب فادعهم إلى شهادة أن لا إله إله الله، وأن محمدا رسول الله، فإن هم أطاعوا لذلک، فأعلمهم أن الله قد فرض عليهم خمس صلوات في اليوم والليلة، فإن هم أطاعوا لذلک فاعلمهم أن الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من أغنيائهم فترد على فقرائهم﴾

یعنی اہل یمن کو پہلے دعوت توحید دیں پھر جب یہ جان لیں تو انہیں نماز کا حکم دیں اور جب وہ نماز پڑھنا شروع کر دیں تو انہیں بتایئے کہ اللہ نے ان کے اموال پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے غرباء کو دی جائے گی ۔ (۲۴)

ہجرت حبشہ کے موقع پر حضرت جعفر طیارؓ نجاشی کے پاس پہنچے تو ایک سوال کے جواب میں آپؓ نے فرمایا :

''وہ پیغمبر علیہ السلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم نماز پڑھیں، روزے رکھیں اور زکوٰۃ ادا کریں''۔(۲۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقروض لوگوں کے قرض ادا فرماتے، بے سہارا افراد اور اپاہجوں کی معاشی کفالت فرماتے۔ غریب مریضوں کا علاج کرواتے۔ غریب لوگوں کی شادیوں کا خرچ ادا فرماتے۔ حضرت بلالؓ کو حکم دیتے کہ جو لوگ بھوکے اور برہنہ پا یا برہنہ تن ہیں انہیں کھانا کھلایا جائے اور کپڑا پہنایا جائے، چاہے کہیں سے قرضہ ہی حاصل کر کے ادائیگی کی جائے۔

مولانا الحاج محمد ابراہیم بنارسی نے ایک دلچسپ واقعہ درج کیا ہے: ''ایک دفعہ ایک ماں نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے لئے کرتا لائے۔ اس لڑکے نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: ''اس وقت تو کچھ نہیں، پھر کسی وقت آنا۔'' اس پر اس لڑکے نے رسول اللہؐ کا کرتہ مبارک پکڑ کر عرض کیا: اے اللہ کریم کے رسول کریمؐ: آپؐ نے تو کرتا پہن رکھا ہے، مجھے نہیں دے رہے۔'' آپؐ نے اپنا کرتا اتار کر اس لڑکے کو دے دیا۔''

بقول پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری: اس چھوٹے سے واقعہ سے ہمیں چار معاشی تعلیمات ملتی ہیں:

۱۔ اس عورت کو معلوم تھا کہ رسول اللہؐ بطور رئیس دولت اسلامیہ کفالت عامہ کے ذمہ دار تھے۔

۲۔ اس لڑکے نے حضورؐ کا کرتا پکڑا۔ وہ جانتا تھا کہ رسول اللہؐ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ننگوں کو کپڑا پہنائیں۔

۳۔ حضورؐ نے اپنا کرتا اتار کر یہ ثابت کر دیا کہ بے کسوں اور بے نواؤں کو کپڑا پہنانا آپ کی ذمہ داری ہے۔

۴۔ یہ واقعہ قیامت تک آنے والے ان حکمرانوں کے لئے سبق ہے جو اسلامی ریاست کے

سربراہ ہیں کہ وہ خود تو اپنی ضرورتیں پوری کریں اور رعایا محتاج ' بے کس اور برہنہ تن یا خالی پیٹ ہو۔(۲۶)

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

''میں مومنین کے لئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں ۔لہذا جو شخص ترکہ میں مال چھوڑے وہ اس کے اقارب کا حق ہے اور جو شخص عاجز' درماندہ' قرابت دار اور ناتواں بچوں کو چھوڑے ان کے لئے مجھے بلا لو''۔(۲۷)

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ شروع دن میں حضور اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ ننگے پاؤں' ننگے جسم اور دھاری دار کھالیں پہنے اور تلواریں لٹکائے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ یہ لوگ قبیلہ حضر سے تعلق رکھتے تھے ۔ ان کے اس فقر و فاقہ اور خستہ حالی کو دیکھ کر حضور اکرمؐ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا ۔ پریشانی کی حالت میں آپؐ کبھی اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر تشریف لے آتے ۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا ۔ نماز کے بعد آپؐ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا ۔ خطبے میں آپؐ نے سورۃ النساء کی ابتدائی آیات اور سورۃ حشر کی ایک آیت پڑھ کر صحابہ کرامؓ کو اپنے غریب' مفلس اور ضرورت مند بھائیوں پر صدقے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر آدمی چاہے اس کے پاس ایک ہی دینار ہو' ایک ہی درہم ہو' ایک ہی کپڑا ہو یا ایک ہی صاع گندم کا یا ایک صاع کھجور کا ہو' اس میں سے صدقہ کر دے حتیٰ کہ اگر اس کے پاس ایک کھجور ہے تو اس کے ٹکڑے سے بھی اپنے بھائیوں کی مدد کرے ۔ آپؐ کا فرمانا تھا کہ صحابہ کرامؓ اپنے اپنے گھروں کی طرف دوڑے اور دھڑا دھڑ حسب توفیق چیزیں لائے ۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ (صحابہ کرامؓ کے اس جذبہ ہمدردی کی وجہ سے) تھوڑی ہی دیر میں کپڑوں اور کھانے کے دو ڈھیر لگ گئے ۔ جب حضورؐ اکرم نے یہ جذبہ دیکھا تو حضورؐ کا چہرہ انور خوشی سے یوں کھل اٹھا گویا کہ وہ چمکتا ہوا سونے کا ایک ٹکڑا ہے ۔(۲۸)

حضور اکرمؐ کا عام معمول تھا کہ اگر کوئی پیسہ آیا اور رات تک خرچ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی ضرورت مند یا مستحق کو دیا جا سکا تو رات کو خانہ اقدس پر تشریف نہ لے جاتے ۔ ایک رات کچھ

چاندی صدقے کی بچ گئی تو ساری رات حضورؐ بے چین رہے اور نیند نہ آئی ۔ حضورؐ ضرورت مندوں کے قرض اتارتے اور اس طرح انہیں خود بھی اوروں سے قرض لینا پڑتا ۔ حتیٰ کہ وفات کے وقت بھی حضورؐ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں بطور رہن رکھی ہوئی تھی ۔

حضور اکرمؐ کا نظم معیشت اور نظام کفالت عامہ :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

> ''اس کا دین نہیں جس نے نماز قائم نہیں کی اور اس کی نماز نہیں جس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی ۔'' (یعنی زکوٰۃ کا منکر ہوا)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات کی بدولت اسلامی نظم معیشت اور کفالت عامہ میں زکوٰۃ کو بڑی اہمیت دی گئی۔ آپؐ نے ایسے معاشرے کی بنیاد اخوت' مروت' مؤدت' خیر خواہی اور خیر سگالی پر رکھی ۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں کفالت عامہ کا ایک فقید المثال نظام قائم کیا گیا ۔

حضور اکرمؐ نے عاقلہ کے نظام کے ذریعے مظلوموں اور حق داروں کی کفالت کی جسے آج ہم انشورنس کا نام دیتے ہیں انشورنس کی کئی اقسام ہیں مثلاً بیمہ زندگی' سمندری بیمہ' ضمانت کا بیمہ' چوری کا بیمہ' املاک اور جائیداد کا بیمہ' صحت کا بیمہ' فضائی بیمہ' قرض کا بیمہ' بڑھاپے کا بیمہ' اعضاء کا بیمہ' دستاویزات کا بیمہ' انفرادی گروپ انشورنس' اجتماعی انشورنس' تبادلی انشورنس وغیرہ ۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہی انشورنس کے بانی ہیں' مسلمانان اندلس نے تجارتی تحفظ اور ارتقاء کے لئے بحری یا تجارتی بیمہ کا نظام شروع کیا تھا ۔(۲۹)

۱۶۶۸ء میں جہاز بیمہ کمپنی کی ابتداء پیرس میں ہوئی ۔ انگلستان میں یہ نظام ۱۷۲۰ء میں رائج ہوا ۔ جرمنی میں یہ نظام ۱۷۶۵ء میں رائج ہوا ۔ حادثات کے بیمہ کا رواج ۱۸۴۵ء اور ذمہ داریوں کے بیمہ کا رواج ۱۸۷۶ء میں شروع ہوا ۔ دراصل یہ نظام مذموم سرمایہ دارانہ نظام کی کوکھ سے

پیدا ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد مبارک میں لوگ زکوٰۃ کا مال لئے پھرتے تھے لیکن انہیں وصول کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوتا تھا۔ بقول یحییٰ بن سعد :

''مجھے امیرالمومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے افریقہ میں صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا۔ میں نے صدقات اکٹھے کیے اور ایسے افراد کی تلاش کی جنہیں صدقات تقسیم کرسکوں لیکن ایسا شخص نہ ملا جو صدقہ وصول کرے۔''(۳۰)

جہاں تک کہ اسلام کے نظام کفالت عامہ کا تعلق ہے اس میں تمام شہریوں کی چاہے وہ مسلم ہوں یا کافر سماجی و معاشی حاجات کی کفالت کی جاتی ہے۔

حضرت عمر بن العزیزؒ ایسے اشخاص کی مالی مدد فرماتے جو غریب ہوں تا کہ وہ شادی کرنے کے قابل ہوسکیں۔(۳۱)

اسلام نجی شعبہ میں خاندان' قبلہ' برادری' وصی' ولی اور امین کے ذریعے معاشی کفالت کا اہتمام کرتا ہے۔ مرد اپنے والدین اور بیوی بچوں کے معاشی کفیل ہیں۔ اسلام نظام معاشی تحفظ میں ''وصایا'' کا نظام پیش کرتا ہے۔ وصی کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی منشا کے مطابق کام کرتا ہے۔ مثلاً اس کے قرضوں کی ادائیگی وغیرہ۔ (۳۲)

اسی طرح ولی یتیم کے بچوں کا کفیل اور سرپرست ہوتا ہے۔ اسلام امانت اور امین کا تصور دیتا ہے۔ امین امانت شدہ مال کو محفوظ رکھتا ہے۔

اسلام کے نجی شعبے میں کفالت عامہ کے ذرائع صدقات نافلہ' قرض حسنہ' ہبہ' عاریت' وصیت' امانت' اوقاف' کفارات' میراث' النفقات اور صدقہ فطر وغیرہ ہیں۔اسلام کے کفالت عامہ کے نظام میں صدقات نافلہ کو بڑی اہمیت ہے۔ ان صدقات سے غریبوں کی مدد ہوتی ہے۔

قرض حسنہ سے نظام کفالت عامہ میں غریبوں کی حاجت روائی کی جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں اور اہل کتاب سے بھی قرض حسنہ کا لین دین فرمایا کرتے تھے۔ ہدیہ بھی اسلام کے نظام کفالت عامہ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہدیہ غرباء کی رفاہیت کا موجب بنتا ہے ۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

تھا دوا تھا بوا۔(۳۳)

عاریت کے معنی ادھار برتنے کی چیزیں عارتیہً لوگوں کو دینے کے ہیں۔ اس سے ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جہاں تک وصیت کا تعلق ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱/۳ حصہ جائیداد وصیت دینے کا حکم صادر فرمایا:

''وصیت تہائی کی وصیت کو جاری کرو اور ایک تہائی بہت زیادہ ہے''۔(۳۴)

اسلام کے نظام کفالت عامہ میں ''امانت'' بھی بہت اہم ہے۔ آپ ؐکا ارشاد گرامی ہے۔

''الامانۃ غنی۔'' (بیہقی فی شعب الایمان)

''امانت ایک قسم کی مالی رفاہیت ہے۔''

اوقاف کے ادارے سے بھی غریب عوام کی معاشی کفالت ہوتی ہے۔ اولاد کے لئے وقف' وقت اہلی کہلاتا ہے۔ عام غرباء' مساکین اور یتیموں کے لئے جو وقف ہے' اسے وقف خیری کہا جاتا ہے۔ حضور اکرمؐ نے وقف کو ''صدقہ جاریہ'' قرار دیا۔

بعض گناہ ایسے ہیں جن کی توبہ کے لئے اسلام مالی کفارات کا تصور دیتا ہے۔ اس طرح غرباء' مساکین اور مفلوک الحال لوگوں کی معاشی کفالت ہوتی ہے۔ کفارات کا ذکر سورۃ المائدہ کی آیات ۸۹' ۹۵ اور سورت المجادلہ کی آیات ۳ اور ۴ میں کیا گیا ہے۔ اسلام کے نظام کفالت عامہ میں میراث کی تقسیم بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''تمہارا اپنے ورثاء کو غنی چھوڑنا' اس سے کہیں بہتر ہے کہ ان کو ایسا محتاج چھوڑے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں۔'' (۳۵)

اس کے علاوہ انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ فطر سے بھی عوام کی معاشی کفالت ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے علاوہ بھی اسلامی ریاست میں کفالت عامہ خمس، ضرائب اور اموال فاضلہ سے کی جاتی ہے۔حضور اکرمؐ نے اپنے دور مبارکہ میں اسلامی ریاست کے ذرائع میں ان کو شامل فرمایا۔ مال غنیمت کا ۱/۵ حصہ، زمینوں کا ۱/۵ حصہ اور معدنیات سے حاصل شدہ سونے اور چاندی وغیرہ کا ۱/۵ حصہ اسلام کے نظام مالیات میں ذرائع آمدن ہیں۔زمانہ جنگ، قحط، آسمانی آفات وغیرہ کی وجہ سے بے روزگاری، وبا وغیرہ اگر اسلامی ریاست میں ہو تو کفالت عامہ کے لئے زکوٰۃ اور صدقات کی رقم سے کفالت ہوتی ہے، ان مخصوص حالات میں اسلامی ریاست امیر لوگوں پر عوامی بہبود ٹیکس (ضرائب) عائد کر سکتی ہے۔ ان حالات میں علامہ ابن حزمؒ کے خیال کے مطابق حاکم وقت ضرائب نافذ کر سکتا ہے۔(۳۶)

حضور اکرمؐ کے نظم کفالت میں تعلیم بڑی اہمیت کی حامل تھی۔حضرت زید بن ثابتؓ نے حضور اکرمؐ کے حکم سے عبرانی زبان سیکھی۔(۳۷)

علاوہ ازیں جنگ بدر کے موقع پر قیدیوں کو حضور اکرمؐ کا حکم ہوا کہ وہ مدینہ منورہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔ (ابن عبدالبر، الاستیعاب، الجزء الاول، ص۳۹۳) نبی اکرمؐ نے طالبعلموں کی بھی کفالت فرمائی۔اس کی ایک مثال اصحاب صفہؓ کی کفالت ہے۔(۳۸)

حضور اکرمؐ کے کفالت عامہ کی کئی مثالیں سیرت کی کتب میں محفوظ ہیں مثلاً ایک دن رسول اکرمﷺ بازار سے گزر رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی ہے۔ بازار والے ہنسنے لگے۔آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک پہنچا دیا۔پھر روز اس کے گھر پکا ہوا کھانا خود لے کر جاتے تھے۔

رسول اللہﷺ نے ایک دن ایک بچے کو دیکھا جو سردی سے کانپتا ہوا جا رہا تھا اور کوئی گرم کپڑا اس کے پاس نہیں تھا۔آپؐ اس کے پاس گئے اور حال پوچھا۔بچے نے کہا: میں ایک یتیم

غلام ہوں اور میرا آقا مجھ پر بہت ظلم کرتا ہے ۔ آپؐ یہ سن کر رونے لگے اور بچے کو تسلی دی ۔ دوسرے دن آپؐ نے دیکھا کہ وہی بچہ بہت بھاری بوجھ اٹھا کر جا رہا ہے ۔آپؐ نے اس کا سامان اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور جہاں اس کو جانا تھا وہاں تک پہنچا دیا ۔پھر فرمایا :

''اے بچے! محمد کو ہمیشہ اپنی تکلیف میں یاد کر لیا کرو۔''

مکہ والے روزانہ دیکھتے تھے کہ رسول اللہؐ بازار میں جا رہے ہیں اور ان کے دونوں کندھوں پر بوجھ رکھا ہوا ہے ۔ یہ ان کمزور اور محتاج عورتوں کا سامان ہوتا تھا' جو خود بازار جا کر اپنی ضرورت کی چیزیں نہیں خرید سکتی تھیں ۔ چنانچہ آپؐ ضرورت کا سامان خرید کر ان کے گھروں میں پہنچا دیتے تھے ۔حضور اکرمؐ مکہ میں صاحب اختیار نہ تھے اس لئے وہاں کفالت عامہ کا نظام قائم نہ ہو سکا۔ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو نظام کفالت عامہ نافذ فرمایا ۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے :

''مسلمانوں کا بدتر گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے ۔''(۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والے کو مجاہد سے تشبیہ دی:(۴۰) حضور اکرمؐ نے بیوگان کو دوبارہ نکاح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تا کہ نادار بیوگان کی کفالت ہو سکے۔ ایک دفعہ اسامہ بن زیدؓ حضورؐ کے در دولت پر بیٹھے تھے ۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی تشریف رکھتی تھیں ۔حضور اکرمؐ اسامہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا :''اگر یہ بیٹی ہوتی تو میں ان کو خوب زیور پہناتا اور بناؤ سنگار کرتا تا کہ ان کا چرچا ہوتا اور ہر جگہ سے پیام آتے''۔(۴۱)

اس واقعہ سے آپؐ کی کمال محبت کا اندازہ ہوتا ہے جس کا اظہار آپؐ نے ایک غلام بچے سے فرمایا ۔ اس سے بھی غلاموں کی کفالت کی ایک روشن مثال ملتی ہے ۔حضور اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے :

''تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''(۴۲)

بقول مولانا حالی :

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

وہی دوست ہے خالق دوسرا کا خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے: جس بندے نے کسی مسلم کو کپڑا پہنایا وہ یقیناً اس وقت تک اللہ کی حفظ و امان میں رہے گا جب تک کہ اس کے جسم پر اس کپڑے میں کچھ بھی رہے۔ (۴۳) الغرض بقول پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی:

> ''رسول اللہ نے ایک ایسا معاشی نظم تجویز فرمایا جو مزاحمتوں کا علاج مہیا کرتا ہے اور تمام افراد کے لئے معاشی سہولتوں کی راہ کھولتا ہے۔'' (۴۴)

حضرت عمرؓ اور دیگر خلفائے راشدینؓ کا نظام کفالت عامہ:

خلفائے راشدینؓ نے زکوٰۃ کے ذریعے کفالت عامہ کا وہ نظام چلایا جس کی بنیاد حضورؐ اکرم نے رکھی تھی۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بعض عرب قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا تو آپؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا:

> ''اللہ کی قسم! جس کسی نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اسے قتل کر دوں گا۔''

حضرت عمرؓ نے بیت المال سے دودھ چھڑائے بچوں، بوڑھوں اور بیماروں کے وظائف مقرر فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں اساتذہ کا تقرر کیا جو بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور انہیں سرکاری خزانہ سے وظیفہ ملتا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسلمان دیہاتیوں کی تربیت کے لئے تنخواہ دار اساتذہ مقرر کیے۔ (۴۵) اس بات پر صحابہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا، ننگا یا ضروریات رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے خاص مال میں سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے۔ (۴۶) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کے مطابق دیگر علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (۴۷)

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی بھی کفالت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقراء اور مساکین میں غیر مسلموں (ذمیوں) کو بھی شامل کر لیا تھا۔امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے مطابق زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ تمام صدقات غیر واجبہ و نافلہ وغیرہ ذمی فقراء کو دیئے جا سکتے ہیں اور حربی مستامن کی مدد بھی صدقات نافلہ سے کی جا سکتی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ کو فتح کیا تو اہل حیرہ کو جو معاہدہ لکھ کر دیا وہ کفالت عامہ میں مسلم اور غیر مسلم کی مساوات کی ایک اہم دستاویز ہے:

> ''اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعف پیری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا آفات سماوی و ارضی سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اور اس کے اہل مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو ایسے تمام اشخاص کا جزیہ معاف ہے اور بیت المال ان کی اور ان کے اہل و عیال کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہے جب تک کہ وہ دارالاسلام میں مقیم ہیں۔'' (۴۸)

تاریخ اسلام میں کفالت عامہ کی ہمیں بے شمار اور مثالیں بھی ملتی ہیں مثلاً:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسافروں کے لئے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی راستہ پر مسافر خانے تعمیر کروائے تھے۔(۴۹) ایک دفعہ ایک بوڑھا یہودی بھیک مانگ رہا تھا۔حضرت عمرؓ نے اس کا جزیہ معاف فرما دیا اور بیت المال سے اس کا وظیفہ جاری فرما دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے گورنروں کو حکم دیا کہ وہ سرائیں تعمیر کرائیں جس میں بچوں اور مسافروں کو خوراک اور رہائش کی سہولتیں حاصل ہوں۔(۵۰) خلفاء راشدینؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد میں نومولود بچوں کو بھی وظائف دیئے جاتے تھے تاکہ وہ اپنے والدین پر بوجھ نہ بنیں۔شروع میں اس وظیفہ کی مالیت ۱۰۰ درہم تھی جو بعد میں بڑھا کر زیادہ کر دی گئی۔(۵۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اس کی خدمت کیا کروں مگر میں جب کبھی جاتا تو اس کا گھر صاف ستھرا

ہوتا اور تمام کام کاج کیا پڑا ہوتا۔ ایک دن میں نے گھات لگا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ ہیں کہ بڑھیا کا پانی بھر کر واپس آ رہے ہیں۔ میں نے کہا: ''میں آپؓ پہ قربان ہو جاؤں' میرا خیال بھی یہی تھا کہ ہو نہ ہو یہ ابوبکرؓ ہی ہوں گے جو اس لاوارث بیوہ کی خدمت کرتے ہیں''۔ (۵۲)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

''خدا کی قسم! اگر میں اہل عراق کی بیواؤں کے لئے (اگلے سال تک) زندہ رہ سکا تو انہیں ایسا کر دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی امیر کی اعانت کی محتاج نہ رہیں گی۔''(۵۳)

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ:

۱۸ھ کا قحط کا سال تاریخ اسلام میں عام الرمادہ (راکھ کا سال) کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط سالی کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام دیہاتوں سے لوگ مدینہ منورہ اکٹھے کیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانے تیاز کراتے اور لوگوں کو کھلانے کی خود نگرانی کرتے۔ ایک دن لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک صاحب کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہے ہیں۔معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اس شخص کا ہاتھ غزوہ موتہ میں کٹ گیا تھا۔ یہ حقیقت معلوم کر کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلبلا کر روئے اور اس سے پوچھتے جاتے تھے۔''تیرا سر کون دھوتا ہو گا؟ تیرے کپڑے کون دھوتا ہو گا؟ تجھے وضو کون کراتا ہو گا؟'' پھر اسے ایک غلام خدمت کے لئے اور جانور سواری کے لئے دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر صحابہ کرامؓ بلند آواز سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائیں کرنے لگے۔(۵۴)

سماجی اور معاشی تحفظ کا یہ احساس تھا جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رعایا کی زندگی کو خوشحال بنانے اور ان کے ہر قسم کے حقوق کی حفاظت کرنے کی انتہائی خواہش کے سلسلے میں راتوں کو تفتیش حالات کے لئے گشت فرماتے۔حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

''اگر میں پیٹ بھر کر کھڑا ہو جاؤں اور دوسرے انسان بھوکے ہوں تو اس کے ایک معنی ہی ہیں کہ میں عوام کا اچھا والی نہیں ہوں۔'' (۵۵)

''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیار نہدیؓ کے ضعف پیری اور کثرت اہل و عیال کو دیکھ کر، ان کے بچوں کی تعداد دریافت کر کے ان کا اور ان کے بچوں کا جداگانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا''۔(۵٦) حضرت عمر بن العزیزؒ نے شام کے نابیناؤں اور دیگر معذوروں کے لئے خدام مقرر کیے جو ان کی ضروریات کی فکر کرتے اور انہیں آرام پہنچاتے۔

بقول امام ابن حزم: ''ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں۔ حکومت وقت امیروں کو غریبوں کی کفالت کے لئے مجبور کر سکتی ہے۔ بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا مثلاً روٹی، کپڑا اور مکان نیز حادثات سے بچاؤ حکومت کا فرض ہے۔''(۵۷)

زکوٰۃ اجتماعی کفالت عامہ کا ذریعہ ہے:

زکوٰۃ اجتماعی کفالت عامہ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ بنیادی طور پر علاقائی منصوبہ بندی کی تدبیر سامنے لاتی ہے۔ ہر علاقے کے اغنیاء سے اکٹھی کی ہوئی زکوٰۃ اسی علاقے کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جانی چاہیے۔ اسلامی معیشت میں زکوٰۃ ایک مؤثر مالیاتی آلہ (Monetary tool) کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔(۵۸)

سید علی زادہ فرماتے ہیں:

''امیر اپنی مملکت کے اندر کسی فقیر کو فقیر نہ رہنے دے اور نہ کسی قرض دار کو قرض دار باقی رکھے اور نہ کسی بے روزگار کو بے روزگار رہنے دے اور نہ کسی مظلوم کو داد رسی سے محروم کرے اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے اور ہر ننگے کو لباس مہیا کرے۔''(۵۹)

سید اسعد گیلانی اپنے مضمون 'زکوۃ دنیا کی سب سے پہلی اجتماعی خود کفالت' میں رقمطراز ہیں

''دنیا میں سب سے پہلے اسلام نے غرباء، مساکین اور محرومین کی کفالت کے بارے میں ایک اجتماعی اسکیم تیار کی اور اسے ایک عبادت بنا کر نافذ کیا۔''(۶۰)

زکوۃ اسلام کے اقتصادی نظام میں مرکزی اور محوری حیثیت رکھتی ہے۔ہم اس کو نظر انداز کر کے اسلام کے اقتصادی نظام کا کوئی تصور نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے بقول طاہر رسول قادری: ''معاشرتی کفالتی نظام دیا۔'' (۶۱)

بقول علامہ اقبالؒ:

دستِ دولت آفریں کو مُزد یوں ملتی رہی　　　اہلِ دولت جس طرح دیتے ہیں مفلس کو زکوۃ

اسلام کا نظام کفالت عامہ اور یورپ کا نظام کفالت عامہ (تقابلی مطالعہ)

حضور اکرمؐ نے زکوۃ کے ذریعے کفالت عامہ کا ایک فقید المثال نظام قائم فرمایا۔ یہ نظام ۱۵۰۰ سال قبل حضور اکرمؐ کی ذات بابرکات نے قائم فرمایا جب کہ یورپ وغیرہ میں یہ نظام زیادہ تر گزشتہ دو صدیوں میں رائج ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظم معیشت اور کفالت عامہ میں زکوۃ کے ذریعے سے ایک معاشی انقلاب برپا کیا۔

UNIVERSITY OF CONNECTICUT کے پروفیسر رابرٹ گرین رقمطراز ہیں:

"The need for social security developed with the growth of

industry. In Europe and North America, the change from farming to industry began in the late 1700's and 1800's. The United States had poor laws based on those in England. But until the late 1800's little was done to provide security for wage earners and their family."(۶۲)

اب یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں کفالت عامہ کے بارے میں معلومات ملاحظہ ہوں:

یورپ اور دیگر ممالک میں کفالت عامہ کی جھلکیاں
(تاریخ کے آئینے میں)

ملک	سال	کفالت عامہ سے متعلق جو قوانین بنائے گئے
۱۔جرمنی	۱۸۸۰ء	جرمنی کے چانسلر Otto Von Bismark نے
	۱۸۸۳ء	سوشل انشورنس کا نظام رائج کیا۔
	۱۸۸۹ء	مریضوں کی کفالت کا قانون بنا۔
	۱۸۹۷ء	عمر رسیدہ افراد اور معذوروں کی کفالت کا قانون بنا۔
		مزدوروں کی کفالت کا قانون بنا۔
۲۔برطانیہ	۱۶۰۱ء	The Poor Law: اس قانون کے ذریعے مزدوروں کو کام کے دوران میں حادثات کا معاوضہ اور ان کی کفالت کا انتظام کیا گیا۔
	۱۹۱۱ء	ماخذ: **Minority Report of the Poor Law Commission in Great Britain, 1909**
	۱۹۲۵ء	
	۱۹۴۲ء	Health Insurance عمر رسیدہ افراد کی کفالت کا پروگرام Beveridge Report, 1942 تیار ہوئی۔ ماخذ: **(The Hutchinson Encyclopedia, 1999 Edition, Article, Social Security, p.987)**
۳۔روس	۱۹۱۱ء	مریضوں کی کفالت سے متعلق قانون بنا۔

۴۔فرانس	۱۹۲۸ء	بیماروں، زچہ بچہ، عمر رسیدہ افراد، معذوروں اور نیز Survivorship Insurance کا قانون بنا۔
۵۔یوراگوائے (Uruguay)	۱۹۱۹ء	عمر رسیدہ افراد اور معذوروں کی کفالت کا قانون بنا۔
۶۔جاپان	۱۹۲۲ء	مریضوں کی انشورنس اور کفالت کا قانون
۷۔نیوزی لینڈ	۱۹۳۸ء	بے روز گاروں کی کفالت اور ان کا الاؤنس مقرر کیا گیا۔ مریضوں، معذوروں اور غریب خاندانوں کی کفالت کا قانون بنا۔
۸۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ	۱۹۳۵ء ۱۹۴۳ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۲ء ۱۹۸۲ء	دی سوشل سیکورٹی ایکٹ ۱۹۳۵ء بنا۔ اس سال کے بعد ہیلتھ انشورنس اور کفالت عامہ کے قوانین بنے۔ ۲۵ سال یا اس سے زائد عمر کے ریٹائرڈ ملازمین کی کفالت کا قانون بنایا گیا۔ (i)۔عمر رسیدہ ملازمین کی کفالت پر جو رقم خرچ کی گئی: ۳۳.۵ بلین ڈالر (ii)۔معذوروں کی کفالت پر خرچ شدہ رقم: ۴.۷ بلین ڈالر (iii) کل رقم کفالت عامہ پر خرچ شدہ: ۱۴۱.۹ بلین ڈالر i۔ماخذ: (The Encyclopedia Americana, Vol.25 Article, Social Security, by, Prof.Kenneth W.Herrick. pp.131-137) اس کمیشن نے معذور افراد، مریضوں اور بے روز گار افراد کی کفالت عامہ کے لئے قانون کی سفارش کی: ماخذ: (Encyclopedia International, vol. 16, Article, Social Security, by Wilber J.Cohen,pp. 573-577)

۹۔کینیڈا	۱۹۵۱ء	سوشل سیکورٹی پروگرام (نظام کفالت عامہ) نافذ کیا گیا۔عمر رسیدہ افراد کی پینشن کا قانون بھی بنا۔ ماخذ: Encyclopedia International, Vol. 12, Article, Social Security: Programs in Canada and Europe, by Lawrence Abbot, pp.577-578
۱۰۔ ناروے سویڈن ڈنمارک،	۱۹۶۸ء	مریضوں کی نگہداشت اور ان کی کفالت کا قانون بنا۔ عمر رسیدہ افراد کی کفالت کا نظام قائم ہوا۔ ماخذ: (The Hutchinson Encyclopedia, 1999 Edition, Article, Social Security , p 987)

مندرجہ بالا اعداد وشمار اور معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ مغرب میں کفالت عامہ کا نظام گزشتہ چند صدیاں پہلے رائج ہوا جبکہ حضور اکرمؐ نے یہ نظام اپنے دور مبارکہ میں تفصیلی حالت میں رائج فرمایا۔

یورپ اور کچھ دیگر ممالک میں کفالت عامہ کی مثالیں ہم نے ملاحظہ کیں ۔ اگر یورپ اور دیگر ممالک میں کفالت عامہ کی فہرست کا موازنہ حضور اکرمؐ اور حضرت عمرؓ کے دور مبارکہ سے کیا جائے تو یہ حقیقت ثابت ہوئی ہے کہ اتنی معاشی ترقی کرنے کے باوجود یورپ و دیگر ممالک کی کفالت عامہ کی فہرست حضور اکرمؐ کے عطا کردہ نظام کفالت عامہ سے بہت مختصر اور ناکافی ہے ۔یہ حضور اکرمؐ کی ذات بابرکات کا اعجاز ہے کہ آپؐ نے دنیا میں زکوٰۃ کے ذریعے کفالت عامہ کا وہ فقید المثال نظام عطا فرمایا جو ۱۵۰۰ سال قبل دنیا نے دیکھا ۔اب حضور اکرمؐ کے عطا کردہ نظام کفالت عامہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں :

حضور اکرمؐ اور حضرت عمرؓ کے دور مبارکہ میں کفالت عامہ کی فہرست

۱۔ بیت المال کا قیام	۲۔ مہمان خانوں کی تعمیر	۳۔ غرباء اور مساکین کے روزینے
۴۔ لاوارث بچوں کی نگہداشت	۵۔ یتیموں کی خبر گیری	۶۔ قحط کا انتظام
۷۔ رعایا کی خبر گیری	۸۔ رجسٹر عمر میں بچوں کے وظائف	۹۔ نومولود (بچوں کے روزینے)
۱۰۔ ذمیوں کے وظائف اور کفالت عامہ	۱۱۔ بیوگان کی کفالت	۱۲۔ نابیناؤں اور معذوروں کی کفالت
۱۳۔ خوراک	۱۴۔ لباس	۱۵۔ غریب عوام کے لئے رہائش
۱۶۔ ازدواجی زندگی و شادی الاؤنس	۱۷۔ ضروری طبی امداد	۱۸۔ تعلیم (طلبہ کی کفالت)
۱۹۔ قرضوں کی ادائیگی	۲۰۔ سراؤں کی تعمیر (مسافروں کی کفالت)	۲۱۔ مواخاۃ کا نظام
۲۲۔ عاقلہ کا ادارہ	۲۳۔ خاندان (گھر) کا ادارہ اور اس کی کفالت	۲۴۔ والدین سے حسن سلوک اور کفالت کا حکم /صلہ رحمی کا انتظام
۲۵۔ وصی/ولی کا ادارہ	۲۶۔ معاشی نظام تحفظ میں کفالت عامہ	۲۷۔ "وصایا" کے نظام کے ذریعے کفالت عامہ
۲۸۔ چھوٹے بچوں کے کھانے پینے اور کپڑوں کا انتظام کرنا	۲۹۔ صدقات نافلہ کے ذریعے کفالت عامہ	۳۰۔ قیدیوں کی کفالت اور خوراک وغیرہ کا انتظام
۳۱۔ قرض حسنہ کے ذریعے معاشی و سماجی تحفظ کا نظام	۳۲۔ بیمہ کے ذریعے کفالت عامہ	۳۳۔ عاریت کے ذریعے کفالت
۳۴۔ امانت کے ذریعے کفالت	۳۵۔ وقف کے ذریعے کفالت عامہ	۳۶۔ صدقہ جاریہ کے ذریعے کفالت عامہ
۳۷۔ کفارات کے ذریعے کفالت عامہ	۳۸۔ میراث کے ذریعے خاندانی کفالت باہمی	۳۹۔ انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے کفالت عامہ
۴۰۔ صدقہ فطر کے ذریعے کفالت عامہ	۴۱۔ پڑوس کا ادارہ اور اس کی کفالت کا حکم	۴۲۔ حضرت عمرؓ کا راتوں کو گشت کرنا (شوق رفاہیت عامہ کی مثال)

۴۳۔ضرائب یا عوامی بہبود ٹیکس کے ذریعے کفالت عامہ	۴۴۔عشر کے ذریعے کفالت عامہ	۴۵۔غلاموں کی کفالت عامہ
۴۶۔مصیبت زدگان کی کفالت عامہ	۴۷۔رکاز کے ذریعے کفالت عامہ	۴۸۔خمس کے ذریعے کفالت عامہ
۴۹۔تربیت اطفال مراکز اور کفالت عامہ	۵۰۔ حیوانات کی کفالت کے لئے اوقاف کا قیام	

پاکستان کے نظم معیشت اور نظام کفالت عامہ میں زکوٰۃ کی ضرورت (سیرت طیبہ کی روشنی میں):

جنرل ضیاء الحق کے دور میں زکوٰۃ اورعشر کا آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کے بعد زکوٰۃ کے نفاذ کا سلسلہ شروع ہوا۔ پاکستان میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا ڈھانچہ بنا۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل' صوبائی زکوٰۃ کونسلیں' لوکل زکوٰۃ کونسلیں اور کمیٹیاں بنیں۔ ضلع اور تحصیل کی سطح پر بھی کمیٹیاں معرض وجود میں آئیں۔ اب مختلف سالوں میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم ملاحظہ ہو مثلاً:

> ۸۲۔۱۹۸۱ء میں زکوٰۃ کی وصولی ۷۹۹ملین روپے تھی جبکہ ۵۰۰ ملین روپے زکوٰۃ تقسیم کی گئی۔ ۸۳۔۱۹۸۲ء میں زکوٰۃ کی وصولی ۸۵۵ملین روپے تھی جبکہ ۷۵۰ملین روپے زکوٰۃ تقسیم ہوئی۔ ۸۴۔۱۹۸۳ء میں زکوٰۃ کی وصولی ۱۰۱۱ملین روپے تھی جبکہ ۷۵۰ملین روپے زکوٰۃ تقسیم ہوئی۔ ۸۵۔۱۹۸۴ء میں زکوٰۃ کی وصولی ۱۱۷۱ملین روپے تھی جبکہ ۱۰۰۰ملین روپے زکوٰۃ تقسیم ہوئی۔(۶۳)

پاکستان میں زکوٰۃ کی زیادہ وصولی اور تقسیم کے باوجود مشکلات در پیش رہیں۔ زکوٰۃ کفالت عامہ مہیا نہ کرسکی اور غربت کا خاتمہ نہ ہو سکا اور نہ ہی مستحقین کماحقہ' اس سے استفادہ کر سکے۔ اس نظام کی بہتری کے لئے سوچنا ہوگا۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل نے پنجاب میں ۱۹۹۳ء کے دوران میں ۲۸ کروڑ روپے مستحق طلبہ میں تقسیم کئے لیکن یہ رقم بکھر کر ضائع ہوگئی۔ ایسی کئی اور مثالیں

دی جا سکتی ہیں۔

تجاویز:

پاکستان میں نظام زکوٰۃ کو بہتر بنانے کے لئے حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

(۱) زکوٰۃ حاجت مندوں تک صحیح طور پر نہیں پہنچ پاتی۔ رقم بھی کم ہوتی ہے۔ صحیح طور پر کفالت عامہ کا نظام رائج نہیں۔ نظام کو بہتر بنایا جائے۔

(۲) بینکوں میں زکوٰۃ کی کٹوتی کا سسٹم غلط اور غیر اسلامی ہے۔ زکوٰۃ تو ایک سال کے بعد نافذ ہوتی ہے۔ بینکوں میں لوگوں کی امانتیں اور قرض بھی پڑے ہوتے ہیں ان پر زکوٰۃ کی کٹوتی غلط ہے۔

(۳) قرآن حکیم عاملین پر خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ زکوٰۃ میلے ٹھیلوں پر خرچ نہ ہو۔ یہ اسراف ہے۔ زکوٰۃ کی رقم غلط استعمال نہ ہو۔

(۴) ملک میں موجودہ نظام کی وجہ سے مستحقین کی صحیح مدد نہیں ہو پا رہی۔ پانچ پانچ سو روپے سے بھلا غربت کیسے دور ہو سکتی ہے؟ کروڑوں روپے ضائع ہو جاتے ہیں۔ لہذا انہیں کسی صنعت میں لگایا جائے۔ غرباء کو ملازمتیں ملیں اور ان صنعتوں کی آمدن سے وظائف جاری ہوں۔

(۵) زکوٰۃ کی رقم کے غلط استعمال کو قطعی طور پر روکا جائے۔ حکومت کی ہر سطح پر عاملین و ناظمین زکوٰۃ دیانت دار ہوں۔ اس نظام میں سیاسی مداخلت ہرگز نہ ہو۔ استحقاق کی بنیاد پر ضرورت مند اشخاص کو زکوٰۃ دی جائے۔ نیز دینی و معاشرتی بہبود کے اداروں کی بطرز احسن کفالت ہو۔

(۶) دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کی دفعہ ۳۱ کے تحت مملکت پر یہ لازم قرار پایا تھا کہ وہ زکوٰۃ کی مناسب تنظیم کا اہتمام کرے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۸۳ء کو عشر کا نظام رائج ہوا۔ ۲۰ جون ۱۹۸۰ء سے نظام زکوٰۃ قائم کیا گیا ہے لیکن پیش رفت قابل افسوس ہے۔ گزشتہ ۱۰ سالوں میں شرح وصولی عشر تشویشناک حد تک کم ہو گئی البتہ زکوٰۃ کی مقدار ۱۰ سال میں ۲۰۰ فیصد بڑھی۔ عشر کی تشخیص شدہ مقدار ۱۹۸۳ء میں ۳۲۷ ملین روپے تھی۔ عشر کی تشخیص شدہ مقدار

۱۹۸۹ء میں ۱۶۶ ملین روپے تھی جبکہ رضا کارانہ طور پر جمع کی گئی زکوٰۃ ۸۲۔۱۹۸۱ء میں ۲ ملین روپے تھی۔ رضا کارانہ طور پر جمع کی گئی زکوٰۃ ۹۰۔۱۹۸۹ء میں ۸. • ملین روپے تھی۔

یہ نظام عوام کا اعتماد کھو بیٹھا ہے۔ پاکستان میں ٹیکسوں کی چوری اور لوٹ کھسوٹ کے تجربہ کے پیش نظر نظام زکوٰۃ میں بھی احتساب کی ضرورت ہے۔

(۷) زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ عوام الناس کو مختلف میڈیا پر موثر طریقوں سے ترغیب دلانے کی ضرورت ہے۔

(۸) حکومت قابل زکوٰۃ اموال کا تفصیل سے جائزہ لے اور ایسے اموال تعین کرکے ان پر فلاحی ٹیکس لگایا جائے۔ اس سے ملک میں مفلوک الحال افراد کی بہتر معاشی کفالت ہو گی۔

(۹) ۱۹۹۲ء میں مختلف درجوں کی زکوٰۃ کمیٹیوں سے ملک بھر میں تقریباً تین لاکھ افراد منسلک تھے جو اپنے اپنے علاقے کے با اثر اور چیدہ چیدہ لوگ تھے۔ مرکزی زکوٰۃ کونسل پالیسی بناتی ہے جبکہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو زیادہ موثر بنانے کی ضرورت ہے۔ ۱۹۹۲ء میں ان کی تعداد ملک میں ۴۰ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ان کی تعداد کم ہے لہٰذا بڑھائی جائے۔ ان کا چناؤ گاؤں یا محلے میں اجلاس کی صورت میں ہو' تاکہ نیک' پرہیز گار اور پڑھے لکھے لوگ اس میں آئیں۔ خواتین اور اساتذہ بھی اس میں شامل ہوں۔ یہ ارکان مستحقین میں رقم تقسیم کریں' جو بچ جائے مرکزی زکوٰۃ کونسل کو بھیج دیں۔ مرکزی اور صوبائی کونسلیں عملے کے لئے رہنما اصول مرتب کریں۔

(۱۰) خوشحال تاجر طبقے اور صنعتی اداروں کے اموال تجارت کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہ کیا جائے۔ اس کی سفارش اسلامی نظریاتی کونسل بھی کر چکی ہے۔

(۱۱) پلاٹ' مکان اور صنعتی جائیداد جو آگے منافع کمانے کی غرض سے خریدی جائے ان پر بھی زکوٰۃ لاگو کی جائے۔ نیز حصص اور سرٹیفیکیٹس پر بھی زکوٰۃ بازاری قیمت کے حساب سے کاٹی جائے۔ ایسے معاملات پر مزید تحقیق کرکے دیگر زکوٰۃ کے ذرائع دریافت کیے جا سکتے ہیں۔

(۱۲) کرائے پر دیئے گئے مکانات اور جائیداد پر زکوٰۃ کاٹی جائے۔ ایسی بیوگان اس سے مستثنیٰ

ہوں جنہیں کرایہ کی آمدنی سے گزر اوقات کرنا ہوتا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی یہ تجویز پیش کی ہے۔

(۱۳) بڑے بڑے ٹرانسپورٹ مالکان کی بچت پر بھی زکوٰۃ عائد کی جائے۔

(۱۴) علامہ رشید رضا جیسے جدید دور کے علماء اور اس سے قبل قاضی ابو یوسفؒ نے 'کتاب الخراج' میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ زکوٰۃ سڑکوں کی بہتری کے لئے خرچ کی جا سکتی ہے۔ قدیم دور میں تو جھاڑیاں وغیرہ کاٹ کر سڑکیں سفر کے قابل بنائی جا سکتی تھیں آج کل ان پر بہت خرچ اٹھتا ہے۔ ایسے منصوبوں پر زکوٰۃ نہ خرچ کی جائے۔ ہسپتالوں اور رفاہی اداروں پر زکوٰۃ خرچ کی جائے۔

(۱۵) ابوعبید فرماتے ہیں: ''جن لوگوں سے زکوٰۃ لی جائے' انہی کے فقراء میں زکوٰۃ تقسیم کر دی جائے''۔(۶۴) زکوٰۃ کی تقسیم علاقوں کے لحاظ سے کی جائے۔ اسلام کے اوائل میں گورنر اور عاملین جہاں سے زکوٰۃ وصول کرتے 'وہیں خرچ کرتے تھے۔ زکوٰۃ بچ جاتی تو دارالخلافہ میں امیرالمومنین کو بھجوا دیتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے عمال زکوٰۃ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ ان لوگوں کے قرض ادا کریں جو غریب اور مفلوک الحال ہیں۔ نیز نادار غیر مسلم افراد کی ضرورتیں پوری کریں۔ حضرت عمرؓ کے دور میں حضرت معاذؓ بن جبل نے یمن سے اموال صدقات میں سے ۳/۱حصہ خلیفہ کے پاس بھجوا دیا۔ حضرت عمرؓ ناراض ہوئے۔ حضرت معاذؓ نے اگلے سال ۲/۱حصہ اور پھر اس کے بعد اگلے سال کل حصہ حضرت عمرؓ کو بھجوا دیا اور وضاحت کی کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے بستر مرگ پر فرمایا تھا کہ جہاں سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کئے جائیں وہیں خرچ کئے جائیں یہاں تک کہ ہر دیہاتی ۱۰۰اونٹ کا مالک بن جائے۔ پاکستان میں بھی اس سسٹم پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے تاکہ غربت ختم ہو۔

پاکستان میں زکوٰۃ کا تخمینہ☆

کل آبادی:	130,579,000
25% آبادی جو زکوٰۃ دے سکتی ہے:	32,644,750

سونے کی قیمت فی تولہ:	6000روپے
2.5% زکوٰۃ ایک تولہ پر:	150روپے
ساڑھے 7تولے پر زکوٰۃ:	1125روپے
25% آبادی سے جو زکوٰۃ اکٹھی ہوگی:	36725,343,750روپے

فطرانہ کی رقم:

پاکستان کی آبادی:	130,579,000
25% آبادی جو فطرانہ دے سکتی ہے:	32,644,750
فطرانہ فی کس قریباً:	25روپے
فطرانہ کی رقم جو اکٹھی ہوگی:	816,1187,50روپے

ضلع میانوالی ☆

کل آبادی:	1037240
25% آبادی جو زکوٰۃ دے سکتی ہے:	259310
سونے کی قیمت فی تولہ:	6000روپے
2.5% زکوٰۃ ایک تولہ پر:	150روپے
ساڑھے 7تولے سونے پر زکوٰۃ:	1125روپے
رقم جو اکٹھی ہوگی:	291,723,750روپے

ضلع فیصل آباد☆

کل آبادی:	5,340,771
25% آبادی جو زکوٰۃ دے سکتی ہے:	1,335,193
سونے کی قیمت فی تولہ :	6000روپے
2.5% زکوٰۃ ایک تولے پر:	150روپے

ساڑھے 7 تولے پر زکوٰۃ: 1125 روپے
25% آبادی سے جو زکوٰۃ اکٹھی ہوگی: 1502,091,844 روپے
☆کل آبادی کے اعداد و شمار کا ماخذ: (Economic Survey, 1999-2000 pp,125,130)

مندرجہ بالا تخمینہ سے پاکستان میں ۳۶ ارب ۲۷ کروڑ روپے زکوٰۃ اکٹھی ہوگی۔ اسی طرح ۸۱ کروڑ روپے فطرانہ اکٹھا ہوگا۔ میانوالی جیسے پسماندہ ضلع میں سالانہ زکوٰۃ ۲۹ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے اکٹھی ہوگی۔ فیصل آباد میں سالانہ زکوٰۃ ۱ ارب ۵۰ کروڑ روپے اکٹھی ہوگی۔ یہ تخمینہ صرف سونے کے نصاب پر لگایا گیا ہے۔ اگر اس میں زکوٰۃ کی اور مدیں شامل کی جائیں تو ان مندرجہ بالا اعداد و شمار میں کئی گنا اضافہ ہوسکتا ہے۔

میانوالی جیسے پسماندہ ضلع میں جمع شدہ زکوٰۃ کی رقم سے اگر وہ اسی ضلع میں خرچ ہو، غربت کا خاتمہ ممکن ہے۔ اسی طرح سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کے اضلاع کی زکوٰۃ سے جمع شدہ رقم اگر انہی اضلاع میں خرچ کی جائے تو ایک معاشی انقلاب آجائے۔

(۱۶) مؤثر قانون رائج کرکے گداگری کو ختم کیا جائے تاکہ زکوٰۃ مفلس لوگوں تک صحیح معنوں میں پہنچے۔
(۱۷) نظام زکوٰۃ کو قومی و علاقائی سیاست سے الگ رکھا جائے (۶۵)
(۱۸) زکوٰۃ کو دستکاری اور چھوٹے درجوں کے صنعتی منصوبوں میں لگایا جائے۔ یہ منصوبے مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی تحویل میں ہوں۔ ان کی آمدن سے مستحقین کے وظائف مقرر ہوں۔ نیز ملازمت مستحقین کو ہی ملے۔ ان منصوبوں میں اشیائے خورد و نوش کے کارخانے، دھاگہ، سلے سلائے کپڑے، زرعی پیداوار کے یونٹ، پولٹری فارم، ڈیری فارم، نہروں یا راجباہوں پر بجلی کے چھوٹے یونٹوں کی تنصیب، قالین اور غالیچہ کی انڈسٹری کے مراکز، بائیو گیس پلانٹ، بجلی کے سامان کی مرمت، بان کی بٹائی، فرنیچر سازی اور اس قسم کے دیگر کام ہوں تاکہ غربت ختم ہو۔

اپریل ۲۰۰۱ء میں زکوٰۃ کونسل نے مستحقین کی مستقل بحالی کا پروگرام تشکیل دیا ہے۔ شادی پر گرانٹ کی رقم ۵ ہزار سے بڑھا کر دس ہزر روپے کر دی ہے۔ تعلیمی وظائف میں طالبات کے کوٹہ کی حد ۲۵% ختم کر کے زیادہ تعداد میں وظائف کا اعلان کیا گیا ہے۔ مستقبل کے لئے جو پیکیج تیار کیے گئے ہیں ان کے تحت دیہات میں چھوٹے کاروبار یا دوکان کے لئے ۲۰ ہزار تا ۴۰ ہزار روپے کی امداد فراہم کی جائے گی۔ اس پیکیج میں چھوٹے کاروبار کے علاوہ مویشی پالنا' بازاروں میں سٹال لگانا' سبزیاں اور پھل فروخت کرنا' پولٹری اور خواتین کے لئے کشیدہ کاری کے مراکز قائم کرنا شامل ہیں۔

یہ اقدام خوش آئند ہیں لیکن اس ضمن میں زکوٰۃ کونسلیں مالی امداد کرتے وقت استحقاق کو پیش نظر رکھیں' دوست نوازی اور اقربا پروری سے اجتناب کیا جائے تاکہ عوام الناس کی بہتر کفالت عامہ ہو سکے۔ (۶۶)

(۱۹) عشر زکوٰۃ کی ایک قسم ہے۔ عشر بارانی زمینوں پر پیدا ہونے والی فصلوں پر دس فی صد شرح سے وصول کیا جاتا ہے۔ اگر زمینوں پر مصنوعی ذرائع سے آبپاشی کی جاتی ہو تو یہ شرح نصف ہو جاتی ہے۔ (۶۷)

پاکستان میں لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں عشر اکٹھا کرتی ہیں جو ناکام ہیں۔ فنانس ایکٹ ۱۹۹۰ء کے ذریعے کوشش کی گئی کہ بورڈ آف ریونیو کے ذمے عشر کی وصولی کا کام لگایا جائے لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

پاکستان میں زکوٰۃ وعشر کے مستحقین کی بحالی کے منصوبے پر عمل درآمد کو شفاف بنانے کے لئے آرمی مانیٹرنگ ٹیموں کے نمائندوں پر مشتمل مانیٹرنگ کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی ہدایت پر مستحقین کی بحالی کے لئے ایک جامع سکیم تیار کی گئی ہے' جس کے لئے دو ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ مستحقین کی بحالی کے لئے 44 چھوٹے کاروبار اور تکنیکی تجارتی منصوبوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے' جن کے لئے دس سے پچاس ہزار روپے تک امداد دی جائے گی۔ (۶۸)

(۲۰) بقول جنرل پرویز مشرف' ہمارا بیرونی قرضہ 11 سال قبل 14 بلین ڈالر تھا۔ اب بیرونی قرض بڑھ کر 36 بلین ڈالر ہو گیا ہے۔ (۶۹)

پاکستان دنیا کے ۱۷۴ ممالک میں غربت کے لحاظ سے ۱۳۸ نمبر پر ہے۔غربت کا صحیح حل زکوٰۃ ہی کے ذریعے کفالت عامہ کا نظام قائم کر کے نکالا جا سکتا ہے۔ حکومت سوشل ایکشن پروگرام، تعمیر وطن پروگرام اور غربت مکاؤ پروگرام کے ذریعے غربت پر قابو پانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ پاکستان آڈٹ رپورٹ (۱۹۹۶ء کے مطابق) ۹۹۔۱۹۹۸ کے درمیان قریباً ۱۷بلین روپے کی خورد برد سوشل ایکشن پروگرام میں ہوئی۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے ایک سروے کے مطابق مخیّر حضرات نے ۱۹۹۸ء میں خیراتی کاموں کے لئے ۷۰.۶بلین روپے جمع کیے۔اس کی تفصیل یوں ہے:

زکوٰۃ	:	13.78بلین روپے
رقوم جو جمع ہوئیں	:	16.00بلین روپے
Donation in Kind	:	11.42بلین روپے
متفرق	:	29.40بلین روپے

پاکستان میں قریباً ۱۰%خواتین اور ۹%مرد زکوٰۃ دیتے ہیں گزشتہ بیس سالوں میں گورنمنٹ نے غربت ختم کرنے کے لئے ۵۰۰بلین روپے خرچ کیے۔گورنمنٹ نے ۱۹۷۶میں Employees Old Benefit Instituteبنایا۔اس کے ذریعے ۱.۶ ملین افراد کو رجسٹرڈ کیا گیا۔۹۰,۰۰۰,۱۱افراد کو پینشن دی جا رہی ہے جس میں بیوگان کی تعداد ۴۲۰۰۰تھی۔خواتین کو ۶۳۰ روپیہ ماہانہ پینشن دی جاتی ہے۔لہٰذا تجویز ہے کہ ایک ادارہ Citizens Social Securityبنایا جائے جو عوام الناس کی کفالت کا کام کرے۔

پاکستان میں محترم عبدالستار ایدھی نے ایدھی فاؤنڈیشن قائم کر کے کفالت عامہ کی ایک روشن مثال قائم کی ہے۔آغا خان فاؤنڈیشن اور ڈاکٹر بیجوانی میموریل ٹرسٹ بھی قابل ذکر ہیں۔(اس ٹرسٹ نے ۲.۱بلین ڈالرز سے کام شروع کیا۔) شوکت خانم میموریل ہسپتال اور الشفاء ٹرسٹ جیسے کفالت عامہ کے ادارے قابل تعریف ہیں لیکن اتنی کثیر آبادی کی کفالت کے لیے مزید کفالتی اداروں کے کھولنے کی ضرورت ہے اسی طرح نیشنل کونسل آف سوشل ویلفیئر نے ۳۰جون ۱۹۹۷ء تک ۱۱۹۷۸(NGOS) رجسٹرڈ کیں۔ یہ

تعداد میں کم ہیں ۔ (۷۰)

(۲۱) پاکستان میں حاجت مندوں، غریبوں بالخصوص بیوگان اور یتیموں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ۔لوکل زکوٰۃ کمیٹیاں جو رقم تقسیم کرتی ہیں وہ ماہانہ گزارہ الاؤنس برائے فی کس مستحق ۲۵۰روپے ہے۔ بچے کا الاؤنس ۵۰روپے ہے ۔غرباء کی بحالی کے لئے گرانٹ جو دی جاتی ہے وہ ۳۰۰۰ ہزار روپے ہے ۔(۷۱)

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ کیا ۳ہزار روپے سے غرباء کی بحالی ہوسکتی ہے؟ پاکستان میں نظام کفالت عامہ کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں سیرت طیبہ سے رہنمائی حاصل کرنا ہوگی اور زکوٰۃ کے نظام کو بطرز احسن قائم کرنا ہوگا۔ اس ضمن میں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ دیگر ٹیکسوں کوختم کرکے زکوٰۃ ہی لاگو کی جائے ۔ ان شاء اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عطا کردہ نظام سے ایک معاشی انقلاب برپا ہوگا اور غربت ختم ہوگی ۔

(۲۲) چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے (DEVOLUTION PLAN 2000) کے ذریعے ضلعی حکومتوں کے قیام کا سلسلہ شروع کیا ہے ۔ پاکستان میں ایک سو سے زیادہ اضلاع ہیں جن میں یہ حکومتیں قائم ہوں گی ۔ ان حکومتوں کو ٹیکس نافذ کرنے کا بھی اختیار ہوگا ۔ ایک تجویز یہ ہے کہ یہ حکومتیں اپنے اپنے اضلاع میں زکوٰۃ اور عشر کا نظام نافذ کریں ۔ نیز فطرانہ اور صدقات وغیرہ کے نظام کفالت عامہ پر توجہ دیں تو غربت پاکستان کے ہر ضلع سے ختم ہو جائے گی ۔ یہ ایک نادر موقع ہے جس سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

حاصل کلام:

پاکستان سے اس وقت تک غربت ختم نہیں ہوسکتی جب تک کہ ہم حضور اکرمؐ کے نظام زکوٰۃ کو رائج نہ کریں ۔ اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ فقر کو دور کرنا ہے ۔ قرآن حکیم اعلان کر رہا ہے کہ عقائد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اصل نیکی قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کی کفالت ہے ۔(۷۲)

﴿لیس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والملئكة والكتب والنبيئن و ء اتى المال على

حبه، ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ وء اتی الزکوۃ والموفون بعهدهم إذا عهدوا والصبرین فی البأسآء والضرآء وحین البأس أولیئک الذین صدقوا واولیئک هم المتقون﴾

پاکستان میں زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا موجودہ نظام اتنا غیر موثر ہے کہ اس سے زکوٰۃ کا بنیادی مقصد یعنی افلاس کا خاتمہ پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ اخبارات ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہوتے ہیں جن سے معاشرے میں غربت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً فلاں مقروض یا غربت سے تنگ آنے والے محنت کش نے چھت کے پنکھے سے لٹک کر خودکشی کرلی۔ ایسے واقعات دلدوز بھی ہیں اور معاشرے کے امیر طبقے کے لیے باعث شرم و عار بھی۔ زکوٰۃ کے نظام میں تبدیلی سے ملک سے غربت ختم ہوسکتی ہے۔

غریبوں، مفلسوں اور محتاجوں کی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے۔ بقول میر تقی میر:

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

غریبوں اور فقراء کے ہمدرد چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔ امراء کا طبقہ کلبوں اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں داد عیش دے رہا ہوتا ہے جبکہ غرباء سسک سسک کر اپنی زندگی کے دن پورے کرتے ہیں۔ ان کے تن پر پھٹے ہوئے کپڑے کمزور اور نحیف جسم انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ کتنی ہی یتیم لڑکیاں ہیں جو جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو پیلا نہیں کر پاتیں! کتنے نادار افراد ہیں جو رزق سے محروم رہتے ہیں! کتنے ہی لاچار اور نادار اہل قلم اور دانش ور ہیں جو دکھوں کی اجرک اوڑھ کر گہری سوچ میں گم سم رہتے ہیں! ان اجرکوں میں نہ جانے کتنے چھید ہوتے ہیں۔

ان کی اوقات کیا ہے؟ ان کی بساط کیا ہے؟ ان کے پاس کیا ہے؟ کتنے ہی گلنار گالوں والے بچے ہیں جو برہنہ پا اور برہنہ تن ہیں۔ کتنے ہی سفید پوش افراد ہیں جو قرض کی جھاگ لے کر اپنی پوشاک دھوتے ہیں!

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ایک اسلامی فلاحی ریاست قائم کریں جس میں ہر مفلوک الحال شخص کی کفالت ہو۔ آمین!

حواشی

۱۔ سورت احزاب : آیت نمبر ۲۱۔

۲۔ 'دی نیو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا' جلد دوم صفحہ نمبر ۱۸۰۔

۳۔ السید احمد الھاشمی' مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ' ص ۱۸۳

۴۔ نوراللغات' جلد چہارم' صفحہ ۹۵۰

۵۔ مہذب اللغات جلد ۱۲' صفحہ نمبر ۲۶۶

۶۔ بحوالہ مہذب اللغات' جلد نہم' صفحہ نمبر ۴۳۸

۷۔ بحوالہ اردو لغت

۸۔ فیروز اللغات صفحہ نمبر ۸۸۹

۹۔ سیرت النبی ﷺ' جلد دوم' صفحات ۷۶۔۷۵

۱۰۔ سورۃ توبہ : آیت ۶۰۔

۱۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر' جلد ۲' صفحات ۳۹۶۔۳۹۳۔

۱۲۔ سورۃ توبہ : آیات ۳۴، ۳۵

۱۳۔ الذاریات : ۱۹

۱۴۔ توبہ : ۱۰۳

۱۵۔ بخاری شریف ' کتاب الزکوٰۃ' جلد ا' ص ۱۸۸

۱۶۔ جمع الفوائد' جلد ا' کتاب الزکوٰۃ' ص ۱۴۳

۱۷۔ اسلامی ریاست' صفحہ نمبر ۳۹۳

۱۸۔ مسند احمد بن حنبلؒ ' نشر کردہ احمد محمد شاکر' حدیث نمبر ۴۸۸۔

۱۹۔ مسلم، ابو داؤد، نقلہ ابن حزم: المحلی، ج ٦، صفحات ۱۵۷، ۱۵۸۔

۲۰۔ متفق علیہ، ابن حزم، المحلی، ج ٦، ص ۱۵۷

۲۱۔ بخاری و مسلم، بحوالہ المحلی، ج ٦، ص ۱۵۸۔

۲۲۔ بحوالہ امام ابن قیم، زاد المعاد، صفحہ نمبر ۱۹۹۔

۲۳۔ امام زیلعی، نصب الرایہ۔ ج ۴، کتاب المعاقل۔

۲۴۔ بخاری، ج ۲، ص ۱۰٦۹۔

۲۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج۔ ۱، ص، ۲۰۲۔

۲٦۔ نبی کریمؐ کی معاشی زندگی، صفحہ نمبر ۳۰۹۔

۲۷۔ ابوعبید، کتاب الاموال، صفحہ نمبر ۲۰۲۔

۲۸۔ بحوالہ مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الزکوٰۃ۔

۲۹۔ بحوالہ: چوہدری محمد بلال، بیمہ اور اسلام، صفحات ۸۔۷۔

۳۰۔ بحوالہ: ابن عبدالحکیم، سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ، ص ٦۹۔

۳۱۔ ابوعبید، کتاب الاموال، ص ۲۵۱۔

۳۲۔ علامہ مرغینانی، کتاب الھدایہ، باب الوصایا، ص ٦۷۹۔

۳۳۔ مشکوٰۃ، جلد ۱، ص ٦٦۔

۳۴۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی الوصیۃ بالثلث، حدیث نمبر ۱۔

۳۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۵٦۷۔

۳٦۔ المحلی، ج ٦، ص ۱۵٦۔

۳۷۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، الجزء الثانی، ص ۲۲۲۔

۳۸۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، الجزء الاول، ص ۳۹۳۔

۳۹۔ ترغیب، جلد دوم، صفحہ ۱۳۲

۴۰۔ السید احمد الھاشمی: مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، ص ۲۲٦۔

۴۱۔ طبقات، جلد چہارم، ص ۴۳۔

۴۲۔ مشکوٰۃ، کتاب الآدب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی المخلوق، جلد دوم، ص ٦۱۳۔

۴۳۔ مسند احمد، جامع ترمذی بحوالہ مولانا محمد منظور نعمانی، معارف الحدیث، جلد سوم، صفحات ۷۳۔۷۴۔

۴۴۔ انسان کامل، ص ۶۵۹۔

۴۵۔ ابوعبید قاسم بن سلام، کتاب الاموال، ص ۲۶۲۔

۴۶۔ علامہ ابن حزمؒ، المحلی، ج ۶، ص ۱۵۸۔

۴۷۔ اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۴۶۔

۴۸۔ امام یوسف، کتاب الخراج، صفحات ۱۲۶، ۱۴۴۔

۴۹۔ بلاذری، فتوح البلدان، ص ۵۳۔

۵۰۔ ابن الاثیر، الکامل، الجزء السادس، ص ۲۲۔

۵۱۔ ابوعبید، کتاب الاموال، ص ۲۳۸۔

۵۲۔ امام محمد، کتاب الآثار، فضائل الصحابہ، حدیث رقم ۸۵۲۔

۵۳۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۳۷۔

۵۴۔ سیرت عمر بن خطابؓ، صفحات ۱۵۴، ۱۵۵۔

۵۵۔ مولانا حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، ص ۴۰۳۔

۵۶۔ مولانا حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، ص ۱۴۶۔

۵۷۔ المحلی، ج ۶، ص ۱۵۶۔

۵۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱/۱۴، صفحہ ۴۶۶۔

۵۹۔ سید علی زادہ حنفی، شرح اسلام بحوالہ مولانا حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، صفحات ۱۲۹، ۱۳۰۔

۶۰۔ سہ ماہی منہاج، اپریل ۱۹۸۴ء، صفحات ۱۳۴۔۱۳۳۔

۶۱۔ اسلام کا نظام کفالت، ص ۳۳۔

۶۲۔ (The New Book of Knowledge, Vol. 17, Article: Social Security by Robert Green,pp.225-226)

۶۳۔ بحوالہ: ناظم سنٹرل زکوٰۃ کمیٹی: اکنامک سروے ۸۵۔۱۹۸۴ء۔

۶۴۔ کتاب الاموال' ص ۸۷۶۔

۶۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: محمد ایوب، پاکستان میں نظام زکوٰۃ وعشر کی اصلاح کے لئے تجاویز ومنصوبہ عمل: منہاج سہ ماہی' شمارہ جنوری۔ اپریل ۱۹۹۲ء' صفحات ۴۶۰۔۴۳۸)

۶۶۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اداریہ' مستحقین زکوٰۃ کی مستقل بحالی پروگرام' روزنامہ جنگ' لاہور' ۴ اپریل ۲۰۰۱ء' صفحہ نمبر ۶۔

۶۷۔ مسلم' الزکوٰۃ' عدد ۱۰۔ مسند احمد' ۳: ۳۴۱۔

۶۸۔ بحوالہ: روزنامہ جنگ' لاہور' ۲۸ مارچ' ۲۰۰۱ء' صفحہ نمبر ۱۴۔

۶۹۔ بحوالہ: (Citizens and the Debt Burden: Article by Sultan Ahmed, The Daily Dawn, Lahore, March, 29,2001,p 7)

۷۰۔ بحوالہ: (Ashraf Rashid Siddiqi, Is Poverty Alleviation Feasible, (Article) The Daily Dawn, (Dawn Magazine), Lahore, February 25,2001 pp.1-2)

۷۱۔ بحوالہ: Social Deveolpment in Pakistan ,Annual Review, 1999, Oxford University Press, Oxford, 1999, pp 96-105)

۷۲۔ سورت البقرہ آیت نمبر 177۔

مآخذ و مراجع

اس مقالے کی تیاری میں حسب ذیل کتب اور مضامین سے استفادہ کیا گیا:

۱۔ القرآن الحکیم و ترجمہ معانیہ وتفسیر الی اللغۃ الاردیۃ، اردو ترجمہ از مولانا محمد جونا گڑھی، تفسیری حواشی از مولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ۱۴۱۹ھ۔

۲۔ ابن القیم، زاد المعاد، (اردو ترجمہ) ڈاکٹر مقتدی حسن الازہری، ادبیات، لاہور، تاریخ اشاعت نا معلوم۔

۳۔ ابن القیم، ھدی الرسولؐ، (اردو ترجمہ) اسوۂ حسنہ، مولانا عبدالرزاق ندوی ملیح آبادی مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۷۹ء۔

۴۔ ابن تیمیہ، اسیاستہ الشریع فی اصلاح الراعی والرعیہ، بیروت، تاریخ اشاعت نا معلوم۔

۵۔ ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن، تاریخ عمر بن الخطابؓ، مطبعۃ التوفیق الادبیۃ، مصر، تاریخ اشاعت نا معلوم۔

۶۔ ابن خلدون، المقدمہ، دارالکتب اللبنانی، بیروت، ۱۹۶۱ء۔

۷۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، (اردو ترجمہ)، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، طبع اول۔

۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مصطفیٰ البابی مصر، ۱۹۳۶ء

۹۔ ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، مقبول اکیڈمی، لا... ۹۸۵ ..

۱۰۔ ابوالفضل الدمشقی، الاشارہ الی محاسن التجارۃ، مکتبہ الکلیات الازہریہ، قاہرہ، ۱۹۷۷ء۔

۱۱۔ ابوداؤد، السنن، مطبعہ السعادہ، مصر، ۱۹۵۰ء۔

۱۲۔ ابوعبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال (اردو ترجمہ) عبدالرحمٰن طاہر سورتی، ادارہ تحقیقات

اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔

۱۳۔ ابویعلی، الاحکام السلطانیہ، طبع قاہرہ، ۱۹۶۶ء۔

۱۴۔ احمد بن حنبل، المسند، دارالمعارف، مصر، ۱۹۳۶ء۔

۱۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامی، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

۱۶۔ اردو لغت، (تاریخی اصول پر)، جلد اول و دوم، ترقی اردو بورڈ، کراچی، ۱۹۷۷ء۔

۱۷۔ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، الفصول فی سیرۃ الرسول، سیرۃ سرور انبیاءؐ، اردو ترجمہ از غلام احمد حریری، کتاب مرکز، فیصل آباد، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۱۸۔ البخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۳۴۵ھ۔

۱۹۔ السید احمد الھاشمی، مختار الاحادیث النبویہ والحکم المحمدیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱/۱۹۹۱ء۔

۲۰۔ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی، ریاض الصالحین، نیشنل ہجرہ کونسل، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

۲۱۔ امام الماوردی، الاحکام السلطانیہ، اردو ترجمہ از سید محمد ابراہیم، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۳ء۔

۲۲۔ امام غزالی، احیاء علوم الدین، قاہرہ، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۲۳۔ امام غزالی، احیاء اعلوم الدین، بیروت، قاہرہ ۱۹۶۷ء۔

۲۴۔ امام نووی محی الدین ابوزکریا، منہاج الطالبین، انگریزی ترجمہ از ہوورڈ، لندن، ۱۹۷۷ء۔

۲۵۔ ایس۔ ایم حسن الزمان، مالی واجبات کی اشاریہ بندی، عالمی ادارہ فکر اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء۔

۲۶۔ آغا اشرف، محمد سید لولاکؐ، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

۲۷۔ پروفیسر علامہ نور بخش توکلیؒ، سیرت رسول عربیؐ، ضیاء القران پبلی کیشنز، لاہور، تاریخ اشاعت نا معلوم۔

۲۸۔ پطرس بسطامی، دائرۃ المعارف، طبع ایران۔

۲۹۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، ضیاء النبیؐ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۱۸ھ۔

۳۰۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۴ء۔

۳۱۔ حافظ محمد سعد اللہ، بنیادی ضروریات زندگی اور اسلام، اقبال پبلشنگ کمپنی، لاہور، ۱۹۹۹ء۔
۳۲۔ حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، مکتبۃ الحسن، لاہور، سال اشاعت نا معلوم۔
۳۳۔ حضرت مہذب لکھنوی، مہذب اللغات، نظامی پریس، لکھنو، ۱۹۷۸ء۔
۳۴۔ حکیم محمد اسماعیل ظفر آبادی، ہادی کونینؐ، ملک سنز، فیصل آباد، ۱۳۹۶ھ۔
۳۵۔ خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات، اردو سائنس بورڈ، لاہور۔
۳۶۔ خورشید عالم گوہر قلم، تاجدار رحمتؐ، ریاض برادرز، لاہور، ۱۹۹۶ء۔
۳۷۔ ڈاکٹر انور محمود خالد، اردو نثر میں سیرت رسولؐ، اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۸۹ء۔
۳۸۔ ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی، نور مبینؐ، حسن اختر ایسوسی ایٹس، کراچی، ۱۹۹۳ء۔
۳۹۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، النظم الاسلامیہ، اردو ترجمہ، مسلمانوں کا نظم مملکت از مولانا علیم الدین صدیقی، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء۔
۴۰۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، تاریخ الاسلام السیاسی والدینی والثقافی والاجتماعی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۶۴ء۔
۴۱۔ ڈاکٹر خالد علوی، انسان کاملؐ، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۷ء۔
۴۲۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء۔
۴۳۔ ڈاکٹر محمد عبدالحئی، اسوہ رسول اکرمؐ، کتب خانہ مظہری، کراچی، سن اشاعت نا معلوم۔
۴۴۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان، اکیسویں صدی اور پاکستان، المورد، ادارہ علم و تحقیق، لاہور، ۱۹۹۰ء۔
۴۵۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، پیغمبر اعظمؐ و آخر، فیروز سنز، لاہور، اشاعت اول۔
۴۶۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری، اسلام کا قانون محاصل، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔
۴۷۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری، سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور ۱۹۹۱ء۔
۴۸۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی، مشکلات الفقر و کیف عالجہا الاسلام، اردو ترجمہ، ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، البدر پبلیکشنز، لاہور، تاریخ اشاعت نا معلوم۔
۴۹۔ سہ ماہی منہاج، جلد۲، شمارہ۲، اپریل ۱۹۸۴ء (سید اسعد گیلانی کا مضمون، زکوۃ دنیا کی

سب سے پہلی اجتماعی خود کفالت)
۵۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالمؐ، ادارہ ترجمان القران، لاہور، ۱۹۷۹ء۔
۵۱۔ سید سلیمان ندوی و شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ جلد پنجم، الفیصل ناشران، لاہور، ۱۹۹۱ء۔
۵۲۔ سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، اردو ترجمہ از سید حامد علی، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۹ء۔
۵۳۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، تاریخ اسلام، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۴۸ء۔
۵۴۔ شاہ ولی اللہ الدہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، (اردو ترجمہ)، طبع غلام علی اینڈ سنز، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔
۵۵۔ شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سال اشاعت نا معلوم۔
۵۶۔ صفی الدین مبارک پوری، الرحیق المختوم، رابطۃ الاسلامی، مکۃ المکرمۃ، ۱۴۰۰ھ۔
۵۷۔ صفی الدین مبارک پوری، الرحیق المختوم، المکتبۃ السّلفیہ، لاہور، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء۔
۵۸۔ طاہر رسول قادری، اسلام کا نظام کفالت، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۰ء۔
۵۹۔ عبدالحئ الکتانی، نظام الحکومۃ النبویہ، احیاء التراث الاسلامی، بیروت۔
۶۰۔ عبدالمجید، آخری نبیؐ اور ان کی تعلیمات، فضل سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، ستمبر ۱۹۹۸ء۔
۶۱۔ علامہ سید محمد اسمٰعیل رسول عربیؐ اور عصر جدید، مکتبہ القریش، لاہور، ۱۹۸۸ء۔
۶۲۔ فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدینؒ فیروز سنز، لاہور، ۱۹۸۳ء۔
۶۳۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمینؐ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۴۶ء۔
۶۴۔ محب الدین، ابوجعفر بن عبداللہ الطبری، خلاصۃ السیر، دہلی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۳۴۳ھ۔
۶۵۔ محمد احسان الحق سلیمانی، رسول مبینؐ مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۳ء۔
۶۶۔ محمد اکرم خان، مولانا مودودی کے معاشی تصورات، البدر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳ء۔
۶۷۔ محمد حسین ہیکل، حیات محمدؐ، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۹۳ء۔
۶۸۔ محمد شریف قاضی، اسوہ حسنہ قرآن کی روشنی میں، متکبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۳ء۔
۶۹۔ محمد ولی رازی، ہادی عالمؐ، دارالعلم، کراچی، ۱۹۸۲ء۔
۷۰۔ مختصر اردو لغت، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۸۷ء۔

۷۱۔ مسلم، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح، طبع محمد بن علی صبیح واولاد مصر، ۱۳۳۴ھ۔

۷۲۔ مصطفیٰ سباعی، من روائع حضارتنا، (اردو ترجمہ) اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو، از معروف شاہ شیرازی، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، مارچ ۱۹۹۶ء۔

۷۳۔ مفتی محمد شفیعؒ، سیرت رسول اکرمؐ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۴۰۴ھ۔

۷۴۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، اچھرہ، لاہور، ۱۹۷۹ء۔

۷۵۔ غلام رسول مہر، رسول رحمتؐ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

۷۶۔ مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالروف قادری دانا پوری، اصح السیر فے ھدی خیر البشرؐ مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

۷۷۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور ۱۹۸۱ء۔

۷۸۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، نبی رحمتؐ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

۷۹۔ مولانا عبدالحمید دہلوی، سیرت محبوب کائناتؐ، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۸۰۔ مولانا عبدالمقتدر فاضل فتح پوری، محمد رسول اللہؐ، الفیصل ناشران، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

۸۱۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰؐ، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، ۱۴۲۱ھ/۱۹۹۲ء۔

۸۲۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۴ء۔

۸۳۔ محمد حفظ الرحمٰن صدیقی سیوہاروی، رسول کریمؐ، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۶ء۔

۸۴۔ مولانا محمد منظور نعمانی، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۸۳ء۔

۸۵۔ مولانا مفتی محمد عبدالسلام چاٹگامی، اسلامی معیشت کے بنیادی اصول، اسلامی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۹۳ء۔

۸۶۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات، شیخ شوکت علی اینڈ سنز، کراچی، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

۸۷۔ مولوی نور الحسن نیر، نور اللغات، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء۔

۸۸۔ مونس زبیری، سرکار دو عالمؐ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۱۹۸۱ء۔

۸۹۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیتؐ اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء۔

۹۰۔ یحییٰ بن آدم قرشی، کتاب الخراج، بیروت، لبنان، تاریخ اشاعت نامعلوم۔

91- Abdul Hakim, Dr. Khalifa, Islam and Communism. Institute of Islamic Culture, Lahore. 1976.

92- Abdul Rahman 'Abdul-Kadir Kurdi, The Islamic State: A Study based on the Islami Holy Constitution, Mansell Publishing Ltd., London & New York, 1984.

93- Abdul Rahman Azzam, The Eternal Message of Muhammad, Translated from Arabic by Caesar E. Farah, Published by American Library, New York, 1965.

94- Abdul Rashid Khan, Islamic Jurisprudence, Premier Book House, Lahore, n.d.

95- Abdul Rahim, Sir, The Principles of Muhammadan Jurisprudence, P.L.D. Publishers, Lahore, 1958.

96- Adeleke Dirisu Ajijola, Al-Haji, The Islamic Concept of Social Justice, Islamic Publications, Ltd., Lahore, 1984.

97- Afdalur Rehman, The Economic Doctrines of Islam, Islamic Publication Ltd., lahore. 1975.

98- Aghnides, Nicholas P., Muhammad Theories of Finance. Premier Book House, Lahore, 1961.

99- Ali Ibn Abi-Talib, Nahj al-Balagha, Sermons, Letters And Sayings of 'Ali, Ansariayah Publications, Qumm, Iran, 1981.

100- Al-Sayed Ahmad Al-Hashimi, Traduit en Fráncais par fawzi Chaaban, Recueil des hadiths Prophetiques et des sagesses Mahometanes, Dar Al-Kutub Al-Hmiyah, Beyrouth' Liban, 1991.

101- Ameer Ali, Syed, Quran, The Fundamental Law of Human Life,

Hamdard Foundation Press, Karachi, 1984.

102- Amin Akhtar, The Structural Framework of the Economic System of Islam', Article in: Proceedings of a Seminar organized by the National Bank of Pakistan, Karachi, 1980.

103- Amjad Sa'eed, Khawaja, 'Business Finance in Islam' 'Article' in: Proceedings of a Seminar organized by the National Bank of Pakistan, Karachi, 1980.

104- Anderson, J.N.D., Islamic Law in the Modern World, Greenwood Press, Westport, Connecticut, 1975.

105- Anderson, J.N.D., and Coulson, N.J., Islamic Law in Contemporary Cultural Change, Law Times Publications, Lahore, n.d.

106- Anwar A. Qadri, Islamic Jurisprudence in the Modern World, Sheikh Muhammad Ashraf, Lahore, 1973.

107- Anwar Dil, Hunger, Poverty and Development: Life and Work of Sartaj Aziz, Ferzsons (Pvt) Ltd., Lahore, 2000.

108- Barry Norman, Welfare, Open University Press. Buckingham, 1990.

109- Bean, Philip, and Macpherson, Stewart, Approaches to Welfare, Routledge & Kegan Paul, London, 1983.

110- Birds, John, Modern Insurance Law, Sweet & Maxwell, London, 1982.

111- Boadway, Robin Bruce, Neil, Welfare Economics, Basil Blackwell Publishers, Oxford, 1984.

112- Borrie, Gordon J., Commecial Law, Butterworths, London, 1980.

113- Brohi, A.K., Human Rights and Duties in Islam: Philosophical Approach, Article in Islam and Contemporary Society, edited by Salem

Azzam, Longman in association with Islamic Council of Europe, New York, 1982.

114- Burrows, Paul, and Veljanovski, The Economic Approach to Law, Butterworths, London, 1981.

115- Consolidated Recommendations on the Islamic Economic System, Council of Islamic Ideology, Government of Pakistan, Islamabad, December, 1983.

116- Coulson, Neol J., A History of Islamic Law, (Survey 2), Edinburgh University Press, Edinburgh, 1971.

117- Coulson, Noel, J., Conflicts and Tensions in Islamic Jurisprudence, University of Chicago Press, Chicago. 1969.

118- Dressler David and Donald Carns, Sociology the Study of Human Interaction, Alfred A. Knopf Inc., New York, 1973.

119- Dr. F.R. Faridi, `Theory of Fiscal Policy in an Islamic State', Article in Journal of Research in Islamic Economics, Vol. 1. No.1 Summer, International Centre for Research in Islamic Economics, vol.1, No.1, King Abdul Aziz University, Jeddah, Kingdom of Saudi Arabia, 1403 A.H/1983 A.D.

120- Dr. F.R. Faridi, `Zakat and Fiscal Policy', Article in Studies in Islamic Economics, edited by Khurshid Ahmad, The Islamic foundation, U.K., 1976.

121- Dr. Khalifa Abdul Hakim, Fundamental Human Rights, Institute of Islamic Culture, Lahore, 1955.

122- Dr. Muhammad Hamid Ullah, Muslim Conduct of State, Sh.

Muhammad Ashraf, Lahore, 1977

123- Dr. S.A.Q. Husaini, Arab Administration, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1956.

124- Dr. Zia-ul-Haq, Islam & Feudalism, The Economics of Riba, Interest and Profit, Vanguard Books Ltd., Lahore. 1985.

125- Duncan B. Macdonald, Development of Muslim Theology, Jurisprudence and Constitutional Theory, Khayats, Beirut, 1965.

126- Economic Survey, Ministry of Finance, Government of Pakistan, Islamabad, 1999-2000.

127- Eisenstadt S.N. and Ora Ahimeir, The Welfare State and its AfterMath, Barnes & Noble Books, Totowa, New Jersey, 1985.

128- Encyclopedia International, Vol. 16, Lexicon Publications, Philipihes, 1982.

129- Fifty Years of Pakistan in Statistics, vol. IV (1982-1997), Federal Bureau of Statistics, Statistics Division, Government of Pakistan, Karachi, 1997.

130- Flora, P. and Heidenheimer, A.J., The Development of Welfare States in Europe and America, New Brunswick, NJ and London 'Transaction Books, London, 1981.

131- Fyzee Asif A.A, Outlines of Muhammadan Law, Oxford University Press, Oxford, 1974.

132- Galwash, Ahmad A., Dr., The Religion of Islam, Doha Modern Priniting Press, Doha, 1963.

133- Ghifari, Prof. Dr. Noor Mohammad, Social Security in Islam, Atiq

Publishing House, Lahore 1989.

134- Guvg H.A.R. & Kramers J.H., Shorter Encyclopaedia of Islam (Article: Zakat), E.J. Brill, Leiden, Netherlands, 1974.

135- Gibb, H.A.R., Modern Trends in Islam, The University of Chicago Press, Chicago/Illinois, U.S.A 1950.

136- Gough, I. The Political Economy of the Welfare State, Macmillan, London, 1979.

137- Grunebaum, G.E., `Islam', Essays in the Nature and Growth of a Cultural Tradition, Routledge and Kegan Paul Ltd., London, 1955.

138- Guest, A.G., Anson's Law of Contract, Clarendon Press, Oxford, 1984.

139- Guillaume, Alfred, Islam, Penguine Books, London, 1982.

140- Guillaume, A., The Life of Muhammad, Oxford University Press, Oxford, 1980.

141- Hamilton, Charles, (tr.), The Hedaya, Premier Book House, Lahore, 1975.

142- Hasan-uz-Zaman, Dr. S.M., The Economic Functions of the Early Islamic State, International Islamic Publishers, Karachi, 1981.

143- Heclo, H, Modern Social Politics in Britain and Sweden: from relief to income maintenance, Yale University Press, New Haven, 1974.

144- Hitti, P.K., History of the Arabs, Macmillan, Lonodn, 1968.

145- Holt, P.M., The Cambridge History of Islam, Cambridge University Press, Cambridge, 1978.

146- Horton Paul B. and Chester L. Hunt, Sociology, McGraw-Hill Book Company, London, 1996.

147- Hughes, Thomas Patrick, A Dictionary of Islam, Premier Book House, Lahore, 1964.

148- Irfan Mahmud Raana, Economic system Under `Umar the Great (A Treatise on Muslim Economy in Early Seventh Century, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1977.

149- Ivamy, E.R. Hardy, Dictionary of Insurance Law, Butterworths, London, 1981.

150- Khurshid Ahmad, Studies in Islamic Economics, The Islamic Foundation, University of Glasgow, Glasgow, 1981.

151- Khurshid Ahmad, Towards the Monetaryand Fiscal System of Islam, Institute of Policy Studies, Islamabad, 1981.

152- Maududi, Sayyid Abul A'la, The Islamic Law and Constitution, Islamic Publications Ltd., Lahore, 1960.

153- Miss Azra Rafique, Islamic Concept of Riba and Interest, Article No. 80 (L)-5-1, N.I.P.A., Lahore 1980.

154- `Mohammad' (Encyclopaedia of Seerah), vol-II, The Muslim Schools Trust, London, 1982.

155- Mohammad Khalid, Welfare State, a Case Study of Pakistan, Royal Book Co., Karachi. 1968.

156- Moulona Kassim Nait-Belkacem, `The Concept of Social Justic', Article No.83-(L)-2-12, N.I.P.A., Lahore. 1983.

157- Muhammad Al-Buraey, Administrative Development: and Islamic Perspective, Routledge and Kegan Paul Inc., Bostan, Mass/U.S.A/K.P.I., London. 1985.

158- Muhammad Hamidullah, Dr., Introduction to Islam. Sh. Muhammad Ashraf, Lahore. 1974.

159- Muhammad Musleh-ud-Din, Dr., Economics and Islam, Islamic Publications, Lahore, 1980.

160- Muhammad Najatullah Siddiqui, Muslim Economic Thinking, The Islamic Fondation, Leicester, 1981.

161- National Bank of Pakistan, Economic System of Islam, (Proceedings of a Seminar), National Bank of Pakistan Head Office, Karachi. 1980.

162- Nawab Haider Naqvi, Syed, Ethics and Economics: An Islamic Synthesis, The Islamic Foundation, Leicester, 1981.

163- Nawab Haider Naqvi, Syed, 'An Islamic Approach to Economic Development', Article in: Islam and a New International Economic Order: The Social Dimension, Geneva, January 1980.

164- Newman David M., Sociology, Exploring the Architechture of Everyday Life, Pine Forge Press, California/London, 1995.

165- Newsweek' February 19, 2001.

166- Niazi, Dr. Liaquat Ali Khan, Islamic Law of Tort, Research Cell, Dayal Singh Trust Library, Lahore, 1988.

167- Niazi, Dr. Liaquat Ali Khan, Islamic Law of Contract, Research Cell, Dayal Singh Trust Library, lahore. 1990.

168- O'Wood, Parkington, MacGillivary & Parkington on Insurance Law, Sweet & Maxwell, London, 1981.

169- Qamaruddin Khan, Al-Mawardi's Theory of State, Islamic Book Foundation, Lahore, 1983.

170- Riazul Hasan Gilani, Dr., Syed, The Reconstruction of Legal Thought in Islam, Law Publishing Co., Lahore, First Edition.n.d.

171- Rimlinger, G.V., Welfare Policy and Industrialization in Europe, America and Russia, New Yrok, 1971.

172- Roberts, Robert, Dr., The Social Laws of the Qur'an, Curzon Press Ltd., London, 1980.

173- Rosenthal, E.J., Political Thought in Medieval Islam, Cambridge University Press, Cambridge, 1958.

174- Rutherford Donald, Dictionary of Economics, Routledge, London and New Yrok, 1992.

175- S.A. Hashmi, Zakat As An Instrument of Fiscal Policy, Article No.81 (L)-4-6, N.I.P.A., Lahore. 1981.

176- Savory, R.M., Introduction to Islamic Civilization, Cambridge University Press, Cambridge, 1980.

177- Sayings of the Prophet Muhammad (P.B.U.H.), Edited and Translated by Mirza Abdul-Fadl, Fifteen Hijra Centenary Edition, National Hijra Centenary Celebrations Committee, Islambad, 1400 A.H./1900 A.D.

178- Schacht, Joseph, The Origins of Muhammadan Jurisprudence, Clarendon Press, Oxfor, 1979.

179- Schacht, Joseph, An Introduction to Islamic Law, Clarendon Press, Oxford, 1982.

180- Seyed Hosein Nasr, Islamic Life and Thought, George Allen and Unwin, London/Sydney, 1981.

181- Shimon E. Spiro and Ephraim Yuchtman-Yaar, Evaluating The Welfare

State, Social and Political Perspectives, Academic Press, New Yrok, London, 1983.

182- Siddiqui Abdul Hamid, The Life of Muhammad (PBUH), Islamic Publications Ltd., Lahore, 1981.

183- Siddiqui, Dr. M.N., The Economic Enterprise in Islam, Islamic Publications, Lahore, 1979.

184- Social Development in Pakistan (Annual Review 1999), Oxford University Press, Oxford, 1999

185- Sultan Ahmad, 'Citizens And the Debt Burden', (Article) in the Daily Dawn, Lahore, March 29, 2001.

186- Taleghani, Mahmud, Syed, Ayatuallah, Society and Economics in Islam (Writings and Declaration), Translated into English by R. Campbell, Mizan Press, Berkeley (U.S.A)., 1982.

187- The Blackwell Encyclopaedia of Political Science, edited by Vernon Bogdanor, (Article Welfare State'), Blackwell Publishers, Oxford, 1991.

188- The Encyclopedia Americana, Grolier Corporation, International Edition, Connecticut, U.S.A., 1983.

189- The Hutchinson Encyclopedia, Helicon Publishing Ltd., Oxfor, 1999.

190- The New Book of Knowledge, Grolier Incorporated, Danbury, Connecticut, U.S.A., 1997.

191- The New Encyclopaedia Britiannica, University of Chicago, Chicago, U S.A, 1989.

192- The Oxford Encyclopedia of the Modern Islamic World, 4 Volumes, Oxford University Press, New York/Oxford, 1995.

193- Titmuss, R.H., Essays on the Welfare State, Allen & Unwin, London. 1958.

194- Tomasson, R.F., The Welfare State, 1883-1983, Comparative SocialResearch, JAI Press, Greenwich, Conn. And London, 1983.

195- Treitel, G.H., the Outline of the Law of Contract, Butterworths, London, 1984.

196- Tuma, Elias, H., Early Arab Economic Policies', Article in Islamic Studies, Journal of the Central Institute of Islamic Research, vol. IV, No.1, Karachi, march, 1965

197- Turner, Barry, The Statesman's Yearbook, (2000) Grove's Dictionaries Inc, New York, 2000.

198- Unwin Hyaman, Dictionary of Economics, edited by Christopher Pass, Bryan Lower and Leslie Davies, Harper Collins Publishers, Leicester, England, 1998.

199- World Development Report 1998/99, Oxford University Press, New York, 1999.

200- Yusuf, Dr. S.M. Economic Justice in Islam, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1977.

201- Zaidi S. Akbar, Issues in Pakistan's Economy, Oxford University Press, Oxfor,/New York, 1999.